



دہلی
مہاراجا

مہدی احسن و اعینہ

چند نایاب کتب

- ۱۔ آثار قرآن زیر طبع
تین ہزار سو زائد دعاؤں کا مجموعہ
عارف کٹوائی
- ۲۔ حضرات محمد و آل محمد کی معرفت
نور انیت کے ساتھ قیمت ۵ روپے
- ۳۔ تحفۃ المؤمنین دعاؤں کا مجموعہ
قیمت ۱۵ روپے
- ۴۔ صدی اللعالمین مولف انعام محمد
قیمت : ۵۰ روپے
- ۵۔ سب سے اچھا کس کا دن
قیمت : ۲۵ روپے
- ۶۔ سفینہ نجات نعت منقبت
قیمت ۱۲ روپے
- ۷۔ شہادت صادقین
قیمت ۳۲ روپے
- ۸۔ نایاب عایں
مولف : مولانا یوسف فیض صاحب
ہدیہ : ۲۵ روپے
- ۹۔ مثنوی دائمی کلندر چار رنگوں میں
ہدیہ : ۷ روپے
- ۱۰۔ ارضیمہ قرآن مجید
مولانا مقبول احمد صاحب روم
ہدیہ :
- ۱۱۔ ازہدیب الاسلام - ہدیہ : ۱۲۰ روپے
- ۱۲۔ انج البلاغہ ہندی زیر طبع
- ۱۳۔ تحفۃ العوام ہندی : زیر طبع
- ۱۴۔ منازل آخرت : ۳۵ روپے
- ۱۵۔ اسلام اور جنسیات ۳۵ روپے
- ۱۶۔ جامع الاخبار اردو : زیر طبع

تفصیلات

شہادت صادقین
مہدی حسن واعظ محلہ جعفر آباد

نام کتاب
مصنف

امیر بکڈ پو متصل روضہ تحفہ قاک جلال پور فیض آباد

ناشر

۱۹۹۶ء

سن اشاعت

ایک ہزار

تعداد اشاعت

مولوی رئیس حیدر مدرستہ الاعظمین
لکھنؤ

کتابت

۳۵ روپے

قیمت

ملنے کے پتے

۱۔ تنظیم جعفری - محلہ جعفر آباد جلالپور فیض آباد - یوپی
۲۔ قائد ار بکڈ پو نہر وکراس رکاب گنج لکھنؤ
۳۔ ادارہ میثم تمار قاضی پورہ بہرائچ یوپی
۴۔ امیر بکڈ پو متصل روضہ حضرت قاسم جلالپور فیض آباد

نے کہا مجھے منظور ہے۔ ابن ملجم کا حوصلہ بڑھ گیا اس لئے کہ امیر شام نے علیؑ کے قتل کے لئے جو انعام و اکرام مقرر کیا تھا وہی کیا کم تھا کہ اب قحطانہ حبسی حسین عورت بھی قتل علیؑ کی محرک بن گئی۔ اس فیصلہ کے بعد روزانہ ابن ملجم تلوار کو زہر میں سمجھاتا تھا۔

ایک دن ابن ملجم زہر میں کبھی ہلکی تلوار لئے ہوئے کوفہ کی راہوں میں گھوم رہا تھا کہ اس کا گذر اس راستے سے ہوا۔ جہاں حضرت علیؑ میثم تمارؓ کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ابن ملجم منہ پھیر کر نکل گیا۔ تاکہ مولائی نظر نہ پڑ جائے۔ امیر المومنینؑ نے ابن ملجم کو بلوایا اور کہا میثم یہی میرا قاتل ہے جس کی خبر رسول اللہؐ دے گئے ہیں۔ میثم نے کہا مولائی پھر آپ اسے قتل کیوں نہیں کر دیتے مولائے نے فرمایا میثم جرم سے پہلے بدلہ لینا جائز نہیں ہے۔ میثم نے کہا مولائی پھر اسے کوفہ سے باہر نکلوا دیجئے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا اے میثم گناہ سے پہلے سزا دینا نہیں چاہئے۔ راوی کہتا ہے کہ جب سترہ کار رمضان آیا تو حضرت علیؑ تین لقمہ سے زیادہ کھانا نہ کھاتے تھے اور جب کسی نے پوچھا کہ مولائی آپ کی خوراک اس قدر مختصر کیوں ہے فرمایا میں اس لئے اتنا کم کھاتا ہوں کہ خوف ہے کہ کہیں میرے ہمالے میں کچھ کھانا نہ سورا ہو۔ اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ پیش خدا شکم سیر ہو کر نہ جاؤ مورخین نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ اپنی بیٹی ام کلثومؓ کے یہاں مہمان ہوئے ام کلثومؓ نے افطار کے وقت روٹی کے ساتھ دو دھ اور نمک لاکر پیش کیا تو امیر المومنینؑ نے فرمایا بیٹی تجھے معلوم ہے کہ تیرے باپ نے ایک دقت میں دو غذا استعمال نہیں کی ہے۔ بیٹی جب تک دو دھ کا پیالہ نہ اٹھا لوگی تب تک میں افطار نہ کروں گا۔ یہاں تک

مجلس

شہادت حضرت علیؑ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم - يَا عَلِيُّ أَنْتَ هِيَ بِمَنْزِلَةِ
الرَّاسِ مِنَ الْجَسَدِ - سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اے علیؑ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے
ہے۔ سر اعظم نے یہ کہہ کر علیؑ کی عظیم فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اس لئے کہ سر
نہ ہو تو جسم مردہ ہو جاتا ہے۔ مگر انفس کہ جس آقا کے لئے سرور کائنات
نے یہ حدیث پیش فرمائی امت نے اس کی قدر نہیں کی۔

اور نہر دان کی جنگ کے بعد خارجیوں کا گردہ حضرت کے
خون کا پیاسا ہو گیا اس سلسلہ سے ابن ملجم کو نہ آیا یہاں اس کی نظر قحطانہ ملعونہ
پر پڑی جو حسین اور غوث بصورت تھی قحطانہ کے بھائی کو جنگ نہر دان میں حضرت
علیؑ کی فوج نے قتل کر دیا تھا۔ ابن ملجم قحطانہ کو دیکھتے ہی اس پر عاشق
ہو گیا اور اس سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا قحطانہ ملعونہ کہتی ہے
کہ میں تم سے شادی کے لئے تیار ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم میرا مہر ادا
کر دو۔ میرے بہر میں خاص طور سے علیؑ ابن ابی طالب کا قتل بھی ہے۔ ابن ملجم

میں تاریکی پھیل گئی۔ آسمان وزمین کے درمیان قتل امیر المومنین کی آواز بلند ہونے لگی۔ زینب ددڑی ہوئی امام حسنؑ کے پاس آئیں کہا بھیا جلدی مسجد میں جا کر بابا کی خبر لو۔ فضا میں قتل امیر المومنین کی آواز گونج رہی ہے حسین مسجد میں آئے۔ بابا کو خون میں غلطاں دیکھا امام حسنؑ نے حکم پر صبح کی نماز جماعت تمام کی پھر گلیم میں رکھ کر گھر کی طرف چلے۔ دوستوں کا ہجوم تھا۔ لیکن جب بیت الشرف قریب آیا تو مولائے فرمایا بیٹا حسنؑ تم اب میرے دوستوں کو واپس کر دو۔ اس لئے کہ مجھے اس حالت میں دیکھ کر زینبؑ و کلثومؑ گریہ کریں گی اور مجھے یہ گوارہ نہیں کہ میری بیٹیوں کی آواز گریہ نامحرموں کے کان تک پہنچے ہائے کہاں علیؑ کا یہ اہتمام تھا کہ زینبؑ و کلثومؑ کے روتے کی آواز نامحرموں کے کان تک نہ پہنچے اور ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ جب اسی کو ذہن میں زینبؑ و کلثومؑ اس طرح سے لائی گئیں کہ سر کھیلے ہوئے تھے ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے تھے کھڑی دیر کے بعد لوگ ابن ملجم کو گرفتار کر کے علیؑ کے پاس لائے۔ تو مولائے فرمایا اے ابن ملجم تو نے مجھ پر تلوار کیوں چلائی کیا میں تیرا اچھا امام نہ تھا کیا میں مجھ پر مہربان نہ تھا۔ اس کے بعد فرمایا بیٹا حسنؑ یہ تمہارے ہاتھ میں اسیر ہے اس پر شفقت اور رحم کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا حضرت نے کھوڑا دودھ نوش فرما کر قاتل کے حوالے کر دیا ۱۹ اور ۲۰ رمضان المبارک کا دن بڑی بے چینی سے گزرا اور جب ۲۱ رمضان المبارک آئی جسم نڈھال ہونے لگا۔ امام حسنؑ کو قریب بلایا اسرار امامت تعلیم کے اور اپنے تمام بیٹیوں کو امام حسنؑ کے سپرد کیا۔ مگر حضرت عباسؑ کا ہاتھ امام حسنؑ کے ہاتھ میں نہ دیا۔ ام البنین حضرت عباسؑ کا ہاتھ پکڑ کر روتی ہوئی امیر المومنین کے پاس آئیں اور کہا میرے

کہ ۱۹ رمضان المبارک کی شب آگئی۔ کائنات کے امیرؑ نے یہ رات بڑی بے چینی سے گزاری۔ کبھی حجرے میں جاتے تھے اور کبھی حجرے سے باہر آجاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب صبح صادق کا وقت قریب آنے لگا حضرت گھر سے مسجد کی طرف روانہ ہونے لگے۔ تو گھر میں پٹی ہوئی مرغابیوں نے حضرت کو گھیر لیا اور چلانا شروع کیا یہ آواز سن کر امام حسنؑ قریب آئے تو مولائے فرمایا بیٹا حسنؑ تم ان بے زبان جانوروں کا خیال رکھنا ان جانوروں میں کبھی کوئی بھوکا پیاسا نہ رہ جائے۔ اے بیٹا حسنؑ اگر تم سے ان جانوروں کے آب و دانہ کا انتظام نہ ہو سکے تو انھیں آزاد کر دینا۔ اس لئے کہ میں کسی کا بھوکا پیاسا رہنا برداشت نہیں کر سکتا۔

عزادارد۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ جس علیؑ سے جانوروں کا پیاسا رہنا نہ دیکھا جائے۔ اس کی اولاد کو کربلا میں تین دن کا بھوکا پیاسا رکھا۔ پھر اس کے بعد مسجد میں آئے ابن ملجم اس وقت مسجد میں سو رہا تھا۔ مولاس کے قریب آئے۔ اور جگا کر کہا مجھے معلوم ہے کہ آج تیرا کیا ارادہ ہے۔ اور کیا چیز تم نے چھپا رکھی ہے اس کا بھی مجھے علم ہے۔ اور پھر مولائے علیؑ گلدستہ اذان پڑ گئے اور اس طرح اذان دی کہ تمام اہل کوفہ نے علیؑ کی یہ آواز اذان سنی۔ اذان دے کر علیؑ محراب مسجد میں آئے۔ یہاں تک کہ نماز کی پہلی رکعت پڑھی اور جب پہلے سجدے سے سر اٹھایا تو اس وقت ابن ملجم نے سر اقدس پر اس زور سے تلوار لگائی کہ سر شگافتہ ہو گیا۔ خون بہنے لگا حضرت نے فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَىٰ حِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ فَرَزْتُ وَرَبِّ
الکعبہ۔ مسجد کے دروازے آپس میں ٹکرانے لگے۔ قذیلین گل ہو گئیں عالم

نانا رسول خدا کی اور تمہارے بابا علی مرتضیٰ کی قسم کہ مجھے میرے مولا کی قبر تک پہنچا دو۔ حسینؑ سہارا دے کہ اپنے بابا کی قبر پر اسے لائے اس نے قبر امیر المومنینؑ پر اپنے کو گرادیا اور بارگاہِ خدا میں عرض کیا خداوندِ انتہی تجھے واسطہ اس صاحبِ قبر کا میری روح قبض کرے خدا نے اس کی دعا قبول کی اور اس کی روح فوراً پرواز کر گئی۔

وارث میرے بیٹے عباسؑ سے کیا خطا ہوئی ہے کہ سب کو امام حسنؑ کے سپرد کیا مگر میرے عباسؑ کو چھوڑ دیا یہ سن کر امیر المومنینؑ چیخ مار مار کر رونے لگے اور امام حسینؑ کو بلا کر عباسؑ کا ہاتھ حسینؑ کے ہاتھ میں دیا۔ کہا بیٹا حسینؑ میرا عباسؑ تمہارے حوالے ہے یہ کر بلا میں تمہارے کام آئے گا اور تمہارا عہد دار ہوگا۔

اس کے بعد روحِ پرداز کر گئی۔ غل و کفن کے بعد جنازہ لاکر نجف اشرف میں دفن کر دیا۔ پھر حسینؑ بیت الشرف کی طرف روانہ ہوئے تو ایک ویرانے کی طرف سے گزر ہوا۔ ایک جانب رونے پٹنے کی آواز بلند ہوئی شہزاد کے اس جانب گئے۔ تو دیکھا کہ ایک ضعیف و ناتوان خاک پر پڑا ہے۔ سر ہانے اینٹوں کا تیکہ ہے۔ شہزادوں نے اس کا حال پوچھا اس نے کہا میں ایک مسکین و غریب و مریض ہوں۔ اور ایک برس سے اس خرابے میں پڑا ہوں میرے پاس روزانہ ایک شخص آیا کرتا تھا۔ اور میرے سر ہانے بیٹھ کر بڑی محبت سے مجھے کھانا کھلاتا تھا۔ حسینؑ نے کہا تم نے اس کا نام بھی کبھی پوچھا تھا یا نہیں اس مرد غریب نے کہا میں نے نام بہت دریا کیا مگر جب نام پوچھتا تھا تو وہ کہتا تھا کہ میں ایک مسکین ہوں جو مسکین کے پاس بیٹھا ہوں۔ میں بھی ایک غریب ہوں جو غریب کے پاس بیٹھا ہوں یہ سن کر شہزادوں نے فرمایا اے شخص وہ کوئی اور نہیں بلکہ ہمارے بابا علیؑ مرتضیٰ تھے۔ اس نے کہا پھر تین روز سے میرے پاس کیوں نہیں آئے حسینؑ نے فرمایا ایک ظالم نے ان کے سر پر ضربت لگائی کہ وہ شہید ہو گئے ہم ابھی ابھی دفن کر کے آ رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ چیخ مار مار کر رونے لگا اور زمین پر لوٹنے لگا۔ اور کہا کہ ہائے افسوس کہ روزانہ جو میری خبر لیتا تھا وہ میرا مولا امیر المومنینؑ تھا۔ اس کے بعد کہا شہزادہ۔ تمہیں تمہارے

مجلس

شہادت حضرت فاطمہ زہرا

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فاطمۃ بضعة منی۔ مرسل اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی عظمت یہ ہے کہ خود مرسل اعظم تعظیم فرماتے ہیں مگر عزاداروں۔ عالمین کی شانہ زادی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر ان کے پدر بزرگوار کے بعد کیا قیامت گذر گئی۔ تاریخوں میں ملتا ہے کہ رسول خدا کی شہادت کے بعد شہزادی کو نین صبح ہو یا شام دن ہو یا رات ہر وقت اپنے بابا کو یاد کر کے رو دیا کرتی تھیں۔

ایک دن اہل مدینہ حضرت علیؑ کے پاس آئے اور کہا کہ بنت محمدؐ کے دردناک نالہ دشمنوں سے ہمارے آرام میں خلل ہوتا ہے اس لئے آپ ان سے فرمادیں کہ یادن کو رو یا کریں یا رات کو رو یا کریں۔ یاد پدر میں رونے والی بیٹی کو رونے سے منع کرنے کا اثر یہ ہوا کہ سیدہ صبح کو حسن و حسینؑ کو لئے کر جنت البقیع میں آجاتیں اور دن بھر گریہ کرتیں حضرت علیؑ نے برابر جب شہزادی کا یہ معمول دیکھا تو ایک مکان بنا دیا جسے بیت الاحزان کہتے ہیں یہ امام باڑے

لوحة

ابن بلجم نے حیدر کو مارا ۱۱ روزہ دارد قیامت کے دن ہیں
تم سے چھٹتا ہے مولانا ہمارا روزہ دارد قیامت کے دن ہیں

سو فی قبر رسول خدا ہے ۲ گھر میں زہرا کے آہ دہکا ہے
خاک اڑاتا ہے حیدر کا کنبہ روزہ دارد قیامت کے دن ہیں

آل احمد پہ آفت ہے آئی ۳ بیکسوں پر پتی ہے چھائی
اٹھ گیا سر سے حیدر کا سایہ روزہ دارد قیامت کے دن ہیں

کیوں نہ روئیں یہ وہ غم نہیں ہے ۴ شب یہ عاشور سے کم نہیں ہے
خلد میں بھی یہ ماتم ہے برپا روزہ دارد قیامت کے دن ہیں

گھر میں خالق کے حیدر کو مارا ۵ جانشین پیمر کو مارا
ہائے سجدے میں حیدر کو مارا روزہ دارد قیامت کے دن ہیں

دل ہلاتے ہیں زینب کے نالے ۶ خاک اڑاتے ہیں سب کنبہ والے
اٹھ رہا ہے علیؑ کا جنازہ روزہ دارد قیامت کے دن ہیں

آگ اور کڑیاں لیکر آئے اور دروازے میں آگ لگا دی۔ پھر ایک ظالم نے اپنے پیروں سے دروازے کو دھکا دیا۔ حضرت فاطمہ زہرا جو دروازے کے پیچھے کھڑی ہوئی تھیں اور شہزادی کے پس پشت دیوار تھی چنانچہ جب جلتا ہوا دروازہ ظالم نے گرایا تو سیدہ دیوار اور دروازے کے بیچ میں آگئیں شہزادی کی پسلیاں ٹوٹ گئیں حضرت محسن شکم اقدس میں شہید ہو گئے سیدہ نے آواز دی نصہ تجھے جلد سبھال کہ میرا محسن میرے شکم میں شہید ہو گیا۔ اس دلسوز واقعہ کے بعد وہ شہزادی کہ جس کی عمر کل اٹھارہ سال کی تھی کمر جھبک گئی عصا کا سہارا لے کر چلتی لگیں اور یہ مرثیہ پڑھنے لگیں۔

صَبَّتْ عَلَى مَصَائِبِ لَوْأَنَهَا

صَبَّتْ عَلَى الْآيَامِ صَوْنِ لِبَالِيَا

اے بابا میرے اوپر اتنے مصائب ڈھائے گئے کہ اگر دنوں پر پڑتے تو وہ کافی راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔ رسول خدا کی شہادت کے بعد شہزادی پر مصیبتوں کا وہ سلسلہ ہوا کہ چند ماہ زندہ رہ سکیں اور ۱۳ جمادی الاول یا بروایت ۲۴ جمادی الثانی کو شہزادی کی شہادت ہو گئی۔

شہادت کی تفصیلات مورخین نے اس طرح لکھی ہے کہ شہزادی نے ایک دن اسماء بنت عیس سے فرمایا کہ جس طریقے سے یہاں عورتوں کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے وہ مجھے پسند نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہاں عورت کے جنازہ پر صرف چادر ڈال دیتے ہیں اور حیم معلوم ہوتا ہے۔ اسماء بنت عیس نے کہا شہزادی میرے وطن میں لکڑی کے تختے پر چاروں طرف سے چادر کھینچ دی جاتی ہے اور جب جنازہ کا نقشہ بنا کر پیش کیا تو حضرت فاطمہ کو بہت پسند آیا یہاں تک کہ آپ سکر اٹھیں اور رسول کی وفات کے بعد یہ پہلا اور آخری

اور عز اخانے اسی بیت الاحزان کی یادگار ہیں لہذا نے پہلا عز اخانہ سیدہ کے رونے کے لئے بنایا تھا۔

یاد پڑ رہیں شاہزادی کا جو عالم تھا اسے آپ یوں بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ رسول خدا کی وفات کے بعد آپ کے موزن حضرت بلال مدینہ سے شام چلے آئے تھے اس لئے کہ بغیر رسول خدا کے مدینہ میں رہنا انھیں گوارا نہ ہوا بلال نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ رسول خدا فرماتے ہیں بلال میری وفات کے بعد تم نے میری ڈیوڑھی چھوڑ دی خواب سے بیدار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ میں جب خبر ہوئی کہ رسول کے موزن بلال آرہے ہیں تو کھرام بپا ہو گیا تمام مرد و زن باہر نکل آئے بلال سیدھے روضہ رسول پر پہنچے شہزادوں کو نانا کے مزار پر دیکھا بلال نے ایک شانہ پر امام حسن کو دوسرے شانہ پر امام حسین کو بٹھایا اور شہزادی کے بیت المشرف پر آکر سلام عرض کیا جب شہزادی کو معلوم ہوا کہ میرے نانا کے موزن بلال آئے ہیں تو فرمایا بلال میری خواہش ہے کہ تم اذان کہو تو حضرت بلال نے کہا شہزادی میں نے تو عہد کر لیا ہے کہ رسول اللہ کے بعد اذان نہ کہوں گا لیکن آپ جز در رسول ہیں۔ اس لئے آپ کا حکم گویا حکم رسول ہے۔ پھر بلال گلدستہ اذان پڑ گئے اور اللہ اکبر کہنا شروع کیا حضرت فاطمہ زہرا اپنے پیر بزرگوار اور ان کے زمانے کو یاد کر کے رونے لگیں اور جب بلال نے اشھدان محمد رسول اللہ کہا تو جناب سیدہ نے ایک نعرہ لگایا اور بے ہوش ہو گئیں میں کہوں گا شہزادی بلال نے بڑے احترام سے آپ کے بابا کا نام اذان میں لیا مگر آپ بے ہوش ہو گئیں۔ ہائے سکینہ کہ جب یاد پڑ میں رونا چاہتی ہے تو شمر کبھی تازیانے لگاتا ہے اور کبھی رخسار پر طمانچے مارتا ہے۔ ہائے انقلاب زمانہ کہ رسول کے پیو میں بیٹھنے والے در سیدہ پر

سے رخصت ہو چکی ہوں۔ اور اے اسماء جب میرے بچے آجائیں تو انہیں پہلے کھانا کھلانا تب میرے مرنے کی اطلاع دینا۔

اسماء کہتی ہے کہ جب حجرے میں شہزادی کو پہنچا کر میں باہر نکلنے لگی تو شہزادی اپنے شیئوں کے گناہوں کی بخشش کی دعا کر رہی تھیں۔ پھر قہقڑی دیر کے بعد کوئی آواز نہ آئی تو میں نے گوشہ چادر اٹھا کر دیکھا تو شہزادی انتقال فرما چکی تھیں میں رونے پڑنے لگی اسی اثناء میں حسین بھی آگئے پوچھا ہماری مادر گرامی کہاں ہیں؟

میں نے کہا شہزادو پہلے کھانا کھا لو تو حسین علیہم السلام نے فرمایا اے اسماء کیا کبھی دیکھا ہے کہ بنیرماں کے ہم نے کھانا کھایا ہے تو میں نے کہا کہ شہزادو۔ تمہاری مادر گرامی تمہارے نانا کی خدمت میں جا پہنچی ہیں۔ شہزادوں نے یہ سن کر چھوٹے چھوٹے عمامے مردوں سے پھینک دیئے۔ اور رونے لگے اور در در طے ہوئے مسجد میں آئے علیؑ کو اطلاع دی امیر المومنین آئے اور فاطمہؑ کی وصیت کے مطابق غسل دینا شروع کیا بوقت غسل مولا علیؑ نفرہ مار کر رونے لگے لوگوں نے اس طرح رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا میں بنت محمدؐ کے صبر پر رو رہا ہوں ارے۔ جب دروازہ گرا تھا تو پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں مگر ہائے سیدہؑ نے کبھی پسلیوں کے ٹوٹنے کا مجھ سے ذکر بھی نہیں کیا جب غسل ہو گیا تو اولاد فاطمہؑ کو علیؑ نے دیدار آخر کے لئے بلایا سب نے دیدار آخر کیا مگر حسینؑ در در کر کہہ رہے تھے اماں مجھ سے بات کر داس لئے کہ حضرت مریمؑ نے مرنے کے اپنے بیٹے عیسیٰؑ سے کلام کیا تھا اماں آپ کا مرتبہ مریمؑ سے بہت بلند ہے بس اک مرتبہ میت حرکت میں آئی سیدہؑ نے دونوں ہاتھ کفن سے نکال کر حسینؑ کو سینے سے لگالیا کہ ہانف کی آواز آئی اے علیؑ حسینؑ

موقع تھا کہ جب شہزادی خوش ہوئیں پھر علیؑ کو بلا کر چند وصیتیں کیں۔

پہلی وصیت یہ کہ فرمایا اے ابوالحسن میرے مرنے کے بعد میری بھانجی امامہ بنت زینب سے نکاح کرنا اس لئے کہ وہ میرے حسن اور حسینؑ سے پیار کرتی ہے دوسری وصیت یہ ہے کہ میرا جنازہ رات میں اٹھانا تیسری وصیت یہ ہے کہ تم ہی مجھ کو غسل و کفن دینا اور میرے اوپر نماز پڑھنا اور اے ابوالحسن میں عرصہ سے تمہارے ساتھ رہی ہوں اگر مجھ سے کوئی قصور ہوا ہو تو معاف کرنا۔ اور میرے مرنے کے بعد مجھے بھول نہ جانا میری قبر پر فاتحہ پڑھتے رہنا۔ اور اے ابوالحسن اگر میرے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ تمہارے خلاف مزاج کوئی کام کریں تو انہیں بن ماں کا سمجھ کر معاف کر دینا۔

روز شہادت جب امیر المومنین باہر سے گھر تشریف لائے تو دیکھا حضرت فاطمہؑ ایک ہی وقت میں بچوں کے کپڑے بھی دھو رہی ہیں۔ ہنلا بھی رہی ہیں اور آٹا بھی گوندھا رکھا ہوا ہے۔ شاید آج کا دن امور خانہ داری کے لئے فاطمہؑ ہرا کا ہی تھا۔ امیر المومنین نے فرمایا اے بنت محمدؐ آج آپ کو میں خلافت معمول تین کام ایک ساتھ کرتے دیکھ رہا ہوں تو حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے فرمایا اے ابوالحسن اب میں کچھ ہی دیر کی مہمان ہوں حسینؑ کو ہنلایا اور کپڑے دھوے اور روٹیاں بھی تیار کر رہی ہوں تاکہ حسینؑ کی آخری خدمت ہو جائے اور میرے بعد میرے بچے بھوکے نہ رہیں میرے مرنے کے بعد سب میرے غسل و کفن میں رہیں گے تو میرے بچوں کی خبر گیری کون کرے گا اس کے بعد امیر المومنین مسجد تشریف لے گئے۔

پھر شہزادی نے اسماء کو بلا کر کہا مجھے حجرے میں پہنچا دو جب تک ذکر ابی کی آواز نہ سنا سمجھا میں زندہ ہوں اور جب آواز نہ آئے تو سمجھ لینا میں دنیا

نوحہ

- ۱۔ رو کے کہتی تھی یہ بنت زہرا
ہائے زینب کسے ماں کہے گی
- ۲۔ کون دنیا میں ہے آپ جیسا
ہائے زینب کسے ماں کہے گی
- ۳۔ آپ نے موت سے رشتہ جوڑا
ہم کو کس کے سہارے چھوڑا
- ۴۔ کون دے گا ہمیں اب دلاسا
ہائے زینب کسے ماں کہے گی
- ۵۔ دکھ یتیمی کا کس سے کہوں گی
پیار کو اب ترستی رہوں گی
- ۶۔ اب کہاں پیار ماں کاٹے گا
ہائے زینب کسے ماں کہے گی
- ۷۔ کون آغوش میں مجھ کو لے گا
کون تسکین اب دل کو دیگا
- ۸۔ کسی میں یہ کیوں منہ کو موڑا
ہائے زینب کسے ماں کہے گی
- ۹۔ جن کے دہنے پہ ہوتی تھیں مضطر
وہ ہلکتے ہیں شبیر و شہر
- ۱۰۔ روزِ بہت ہیں مے در دل بھینٹا
ہائے زینب کسے ماں کہے گی
- ۱۱۔ دے رہی تھیں نبی کی دہائی
آگ ظالم نے گھر میں لگائی
- ۱۲۔ کر دیا ہائے پہلو شکستہ
ہائے زینب کسے ماں کہے گی
- ۱۳۔ در رہی ہوں ذرا آنکھ کھولو
میں بلاتی ہوں کچھ منہ سے بولو
- ۱۴۔ لے کے گودی میں دے دو سہارا
ہائے زینب کسے ماں کہے گی

کوسیدہ کے سینے سے جدا کر لو اس لئے کہ ملائکہ آسمان پر رد رہے ہیں۔ چنانچہ علیؑ نے حسینؑ کو پیار کیا اور ماں کے سینے سے جدا کیا مگر ہائے سگینہ کو جب باپ کے سینے سے شمر نے اتارا تو تازیانہ مار کر اتارا۔

اس کے بعد جنازہ اٹھا کر جانب بقیع روانہ ہوئے ماں کے جنازے کے ہمراہ سیاہ چادر میں لپیٹی ہوئی حضرت زینبؑ بھی چلیں۔ مگر پردے کا اتنا خیال تھا جنازے کے ہمراہ جو شمع کا سایہ تھا اس اندھیرے کے گرد چل رہی تھیں بقیع پہنچنے تو ایک جانب سے آواز آئی قبر تیار ہے۔ جنازہ ادھر لائیے علیؑ نے سیدہ کو سپردِ لحد کرتے وقت فرمایا یا رسول اللہ! آپ نے جو امانت میرے حوالے کی تھی میں ویسی نہ دے سکا۔ کیوں کہ آپ نے سیدہ کو صحیح سالم میرے سپرد کیا تھا اور آج جب میں یہ امانت آپ کو واپس کر رہا ہوں تو سیدہ کی پسلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں اور محسنِ شکم اقدس میں شبیہ ہو چکا ہے۔

مجلس

شہادت حضرت زینب

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن

الرحیم۔

قالہ اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن الحکیم۔

الرِّجَالُ وَ الرِّجَالُ عَلَى النِّسَاءِ (صلوٰۃ)

کلام پاک میں ارشاد قدرت ہے کہ عورتوں پر مردوں کو برتری حاصل ہے۔ عورت محکوم ہے۔ مرد حاکم ہے باعتبار خلقت مرد قوی ہے عورت نازک ہے مرد مصائب و آلام برداشت کرنے کی قوت رکھتا ہے مگر عورت کا دل کمزور ہوتا ہے اس کے باوجود دنیا میں یوں تو لاتعداد عورتیں ایسی گزری ہیں کہ جن پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے گئے مگر ثانی زہرا حضرت زینب نے اپنی زندگی میں اتنے مصائب جھیلے کہ آپ کو ام المصائب کہا جانے لگا پانچ سال کی عمر میں اپنے خلیق نانا کی جدائی کا غم برداشت کیا اور ابھی نانا کی شہادت کا غم بھلا بھی نہیں سکی تھیں کہ چند ماہ کے بعد مادر گرامی حضرت فاطمہ زہرا کی شہادت سے شفقت مادری سے بھی محروم ہو گئیں ۱۹ رمضان المبارک سنہ ۶۱۰ میں اپنے پدر بزرگوار حضرت علی کا سر ابن عجم کی تلوار سے شکافتہ دیکھا اور بالآخر ۲۱ رمضان المبارک

۸ ہاتھ اپنے کفن سے نکالو ہم کو اپنے گلے سے لگا لو
پیار کر لو ہمیں پھر دوبارہ ہائے زینب کے ماں کہے گی

۹ گھر میں زہرا کے وہ غم تھا زہرا روئے والوں میں ماتم تھا زہرا
جب وہ کہتی تھی درد کے زائے ہائے زینب کے ماں کہے گی

کہ زین العابدین کو قید کر کے شام لایا جائے چنانچہ سلسلہ میں سید سجاد دوبارہ اسیر ہو گئے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پیروں میں بیڑیاں اور گلے میں طوق ڈال دیا گیا غل تھا کہ پھر مدینے کی بستی اجڑ گئی زین العباد کے پاؤں میں زنجیر پڑ گئی

جب حضرت زینب کو معلوم ہوا کہ میرا بھتیجہ زین العابدین پھر اسیر ہو کر شام لے جایا جا رہا ہے تو عصا کا سہارا لے کر ناتوان اور بیمار زینب سید سجاد کے پاس آئیں اور اپنے بھتیجے سے لپٹ گئیں۔ ادھر فسطیہ کنیز فاطمہ زہرا کو مدینے کے شاہزادے کی اسیری کی خبر ملی تو کمرھجکائے ہوئے عصا کا سہارا کئے ہوئے امام وقت کے پاس آئیں۔ اور جب دیکھا کہ شہزادی زینب اپنے بھتیجے کے ساتھ شام جانے کو تیار ہیں تو فسطیہ نے کہا بیٹا سجاد میں تم دونوں کے بغیر مدینہ میں نہ رہو گی میں بھی ساتھ ساتھ چلو گی۔

چنانچہ جب مدینہ سے روانگی کا وقت آیا۔ محلہ بنی ہاشم میں کھرام بپا تھا۔ جب ادنٹ پر سوار ہونیکی منزل آئی زینب کو مدینہ سے روانگی کا پہلا منظر یاد آ گیا اور ۲۸ رجب سلسلہ کو جب قافلہ روانہ ہوا تھا تو یہی زینب تھیں کہ جن کے پردے کا اہتمام حضرت عباسؑ نے کیا تھا علی اکبرؑ نے لگام سنبھالی تھی عباسؑ نے اپنے زانو پر حضرت زینب کا سر رکھ کر سوار کیا تھا مگر آج جب دوبارہ زینب مدینہ سے روانہ ہو رہی ہے۔ تو نہ قاسم نہ علی اکبر نہ عباسؑ ہیں نہ حسین ہیں نانا کے مزار سے رخصت ہو کر زینب ماں کی قبر پر آئیں ماں کو الوداع کہا اور شام کی جانب روانہ ہو گئیں۔ یہاں تک کہ شام سے چند میل کے فاصلہ پر ایک باغ میں یہ قافلہ رکا۔ شہزادی زینب نے جب اس باغ کو دیکھا تو کہا فسطیہ یہ تو وہی باغ ہے جس باغ ایک درخت میں میرے مانجائے کا سر ٹٹکایا

کو باپ کے سایہ سے بھی محروم ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ۲۸ صفر سلسلہ کو اپنے بھائی امام حسنؑ کے جگر کے ٹکڑوں کو لگن میں دیکھا اور پھر بڑی تیزی سے سلسلہ بھی آگئی۔ جب زینب اپنے مانجائے کے ساتھ ۲ محرم کو کربلا آگئیں، و محرم سے پانی بند ہو گیا۔ اور ۱۰ محرم کو زینب پر قیامت گذر گئی۔ اپنی لگا ہوں کے سامنے شیر سے بھائی کے بازو کٹے دیکھے علی اکبرؑ کا چھلنی چھلنی سینہ دیکھا قاسمؑ کی پامال لاش دیکھی عون و محمد کو خاک و خون میں غلطاں دیکھا۔ علی اصغرؑ کے گلے پر حرم کا تیر دیکھا اور اپنے عزیز ترین بھائی امام حسینؑ کے لاشے کی پامالی بھی دیکھی۔ حسینؑ کی شہادت کے بعد خیموں میں آگ لگ گئی بیسوں کے سردوں سے چادریں چھین لی گئیں۔ شام غریباں آگئی اب زینب اب محرم کی گھبراہٹ ہے گیارہ محرم کو قافلہ کربلا سے روانہ ہوا مقتل شہداء سے اب محرم کو گذار گیا زینب سی بہن نے حسینؑ سے بھائی کا لاشہ ریگ گرم پر بے گور و کفن پڑا دیکھ کر گریہ کیا مگر شمر نے رونے بھی نہ دیا۔

قافلہ اب محرم بارہ محرم کو کوئٹہ آ گیا ہائے زینب جو کبھی اس کوئٹہ میں شہزادی رہ چکی تھیں آج اسی کوئٹہ میں اس طرح سے آئی ہیں کہ سر کھٹے ہوئے ہیں ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے ہیں۔ کوئٹہ میں چند روز کی قید کے بعد اب محرم کا ٹاٹا ہوا قافلہ شام کی طرف روانہ ہوا۔ شام کے بازاروں اور دربار سے ہو کر اب محرم شام کے قید خانہ میں قید ہو گئے سال بھر کی قید کے بعد جب رہا ہوئے تو آٹھ بیع الاٹل سلسلہ کو قافلہ مدینہ وارد ہو گیا۔ جب اب محرم کا ٹاٹا ہوا قافلہ مدینہ آیا تو حضرت زینب ہر وقت بھائی کو یاد کر کے رویا کرتیں۔ سید سجاد کے پاس مہجانب الہییت برابر پر سر دینے کے لئے آتے رہتے۔ چنانچہ عبدالملک حاکم مدینہ نے یزید تک یہ اطلاع بھیجی کہ لوگ امام زین العابدینؑ سے بیعت کر رہے ہیں۔ یزید نے یہ سن کر حکم دیا

خون بہنے لگا۔ سید سجاد نے پھوپھی کو کئی آدازیں دیں جب کوئی آداز نہ آئی تو سید سجاد سمجھ گئے کہ میری پھوپھی شہید ہو چکی ہیں۔ کچھ تھام کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون رضا بقضائہ و تسلیم لا مرہ۔ فتنہ نے غل دینا شروع کیا غل دیتے دیتے ایک مرتبہ فتنہ اسی طرح چیخ مار کر رونے لگیں۔ جس طرح سیدہ کو غل دیتے ہوئے علیؑ روئے تھے۔ اور جب سید سجاد نے پوچھا اماں فتنہ اس قدر تڑپ کر گر کر یہ کیوں کر رہی ہیں فتنہ نے کہا بیٹا سجاد ارے میں نے اپنی شہزادی کے جسم پر زخموں کے وہ نشانات دیکھے ہیں کہ جسے میں برداشت نہ کر سکی بازوؤں میں رسیوں کا نشان دیکھا۔ پشت پر تازیانوں کا نشان دیکھا سر پر بیلچہ کا نشان دیکھا غل و کفن کے بعد سید سجاد قبر میں اترے اور اپنی پھوپھی کی میت سپرد لحد کر دی۔ حاکم شام یزید نے اس عظیم شہادت کے بعد سید سجاد کو وہیں سے مدینہ کی طرف روانہ ہونے کے لئے تیار ہوئے۔ تو سید سجاد نے کہا فتنہ تم بھی میرے ساتھ مدینہ چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

فتنہ نے کہا اے بیٹا سید سجاد تم مدینہ جاؤ میں اپنی شہزادی کی قبر پر مجادری کر دوں گی اور زبانی قرآن پڑھا کر دوں گی چنانچہ سید سجاد مدینہ روانہ ہو گئے اور فتنہ قبر زینب پر رہنے لگیں یہاں تک کہ ایک عرصہ کے بعد فتنہ کا انتقال ہوا تو فتنہ بھی اپنی شہزادی کے قریب میں دفن کر دی گئیں۔

گیا تھا۔ اور جب وہ درخت دیکھا کہ جس میں حسینؑ کا سر لٹکا گیا تھا تو اس درخت کے پاس آکر نوحہ و ماتم کرنے لگیں۔ گزرا ہوا زمانہ یاد آگیلے ساختہ چیخ مار مار کر رونے لگیں اور جب رونے رونے تک گئیں تو نیند آگئی۔ نیند آئی تو غلب دیکھا خواب سے بیدار ہوئیں تو سید سجاد کو اپنے پاس بلایا اور کہا بیٹا میں نے ابھی ابھی ایک ہولناک خواب دیکھا ہے سید سجاد نے کہا پھوپھی خواب بیان کیجئے کہا بیٹا ابھی ابھی میری آنکھ لگ گئی تو خواب میں اپنے مانجائے کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے ہیں میں نے کہا میرے بھتیجا بہن سے کیا خطا ہوئی کہ سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں تو مانجائے نے کہا بہن حسینؑ شرمندہ ہے تم سے۔ کہ تم نے میری محبت میں اپنی اولاد قربان کر دی کو نہ دشنام کے درباروں اور بازاروں میں سر برہنہ گئیں۔ مگر بہن اب مصائب کے دن گزر گئے اب صبح آپ ہمارے پاس آ جائیں گی۔ سید سجاد نے اک آہ بھری اور کہا پھوپھی اماں! اس عالم غربت میں آپ بھی مجھے چھوڑ دیں گی۔

اس کے بعد زینب پھر اپنے مانجائے کو یاد کر کے رونے لگیں **باغ** کا جو باغباں تھا اس کے آرام میں زینب کے نوحہ و ماتم سے خلس ہو رہا تھا۔

رو رہی تھی یہ بیاں کر کے جو وہ دکھائی
باغباں باغ میں تھا ایک شقی ازلی
بیلچہ لے کے چلا دشمن اولاد نبیؐ
سر پہ اس زور سے مارا کہ زمیں کا پی
سر کے ٹکڑے ہوئے روئیں نہ پکاریں زینب
خاک پر گر کے سوئے خلد دھاریں زینب

آہ آہ۔ بدایۃ ۱۴ رجب ۶۱ھ کو حسینؑ غریب کو رونے والی زینبؑ عالم غربت میں شہید ہو گئیں۔ بیلچہ سے سر پھٹ گیا

دیراں نظر آئے گا جو اکبر تیرا حجرہ
ہم شکل پیہر کو کہاں پائے گی زینب
شق ہو گا کلچر
گھبرائے گی زینب

یاد آئے گا وہ بھول سا بے شیر کا چہرہ
اجڑی ہوئی گودی کو جو دکھلائے گی زینب
غم کھائے گی صنوی
گھبرائے گی زینب

نٹھے سے مسافر کو بھی تھوڑا نہ قضا نے
دل ڈھونڈھے گا اصغر کو کہاں پائے گی زینب
اور اہل جفا نے
گھبرائے گی زینب

پانی کو تڑپتا رہا احمد کا لڑا
یہ داغ لے دل میں وطن جائے گی زینب
تھا ذبح میں پیسا
گھبرائے گی زینب

لوحہ

گھبرائے گی زینب

جب ہو کے رہا قید سے گھر جائے گی زینب
آغوش کے پاؤں کو کہاں پائے گی زینب
گھبرائے گی زینب
گھبرائے گی زینب

بن بھائی کے دیراں نظر آئے گا مدینہ
پوچھے گی جو مغربی تو ترپ جائے گی زینب
ہو گا یہ مسرینہ
گھبرائے گی زینب

پوچھیں گے جو سب اہل مدینہ کی ہوا کیا
بازد کے نشاں لے کے جو گھر جائے گی زینب
یہ نیل ہے کیسا
گھبرائے گی زینب

چھا جائے گی ردھنے پہ محمد کے ادا سی
اشکوں میں لہو قلب کا برساے گی زینب
ردے گی لڑا سی
گھبرائے گی زینب

یہ جینیاں بڑھ جائیں گی مضطر
پانی کہیں تھوڑا سا اگر پائے گی زینب
یاد آئیں گے سرد
گھبرائے گی زینب

کیا دل پہ گز جائے گی خود اپنے مکاں میں
سنان جو بیٹوں کی جگہ پائے گی زینب
اور آہ دغاں میں
گھبرائے گی زینب

کہا چچا جان مجھے بھی مرنے کی اجازت دیجئے۔ امام حسینؑ نے فرمایا بیٹا قاسمؑ تم میرے مرحوم بھائی کی نشانی ہو خیمے میں واپس جاؤ تمہاری بیوہ ماں کیلئے تمہارے باپ کا غم کافی ہے۔ حضرت قاسم خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد جب جوش نصرت نے دل کو بے چین کیا تو حضرت قاسمؑ دوسری مرتبہ امامؑ قوت کے پاس آئے اور کہا چچا جان کیا شہداء کی ہنرست میں میرا نام نہیں ہے؟ امامؑ نے فرمایا بیٹا قاسمؑ شہیدوں کی ہنرست میں تمہارے بھائیؑ علیؑ اٹھنے کا بھی نام ہے۔ قاسمؑ نے کہا چچا جان علیؑ اٹھنے تو خیمے کے اندر جھولے میں ہے کیا فوج اشتیاء خیمے میں آجائے گی۔ امامؑ نے فرمایا بیٹا قاسمؑ تمہاری زندگی میں ایسا نہیں ہو گا۔ اس اثنا میں امامؑ حضرت قاسمؑ سے پوچھا بیٹا تیرے نزدیک موت کیسی ہے؟ جناب قاسمؑ نے جواب دیا چچا جان موت میرے نزدیک شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ یہ سوال کر کے امامؑ دوسری طرف ردانہ ہو گئے۔ حضرت قاسمؑ یا اوسؑ ہو کر خیمے میں آئے تو ام فردہؑ نے کہا بیٹا قاسمؑ تم ابھی زندہ ہو آخر اپنے چچا سے مرنے کی اجازت لینے کیوں نہیں جاتے۔ میں بیٹیوں میں ستر مندرہ ہو رہی ہوں۔ جناب قاسمؑ نے کہا اماں میں نے تو کئی مرتبہ چچا سے کہا اور بہت اصرار بھی کیا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ کو وہ مرنے کی اجازت دینا نہیں چاہتے اب آپ ہی بتائیے کہ میں کیا کروں۔ بیٹے کی یہ گفتگو سن کر ام فردہؑ تڑپ تڑپ کر رونے لگیں اٹھائے اگر یہ میں خیال آیا تو کہا بیٹا قاسمؑ تمہارے بابا نے وقت شہادت ایک وصیت نامہ بطور تقوید کے لکھ کر تمہارے بازو پر باندھا تھا اور کہا تھا کہ جب کوئی بہت بڑی مصیبت سامنے آئے تو اس تقوید کو کھول کر پڑھ لینا۔ بیٹا قاسمؑ اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہو سکتی ہے کہ وقت کا امامؑ مرغہ اعدا میں گھرا ہوا ہے۔ تقوید کا نام سنتے ہی حضرت

مجلس

شہادت حضرت قاسمؑ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن الحکیم۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔

خالق کائنات قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ مگر تاریخ عالم و آدم میں موت کے ذائقہ کی تشریح نہیں مل سکتی تھی اگر کر بلا کے میدان میں امام حسینؑ کے سوال پر حضرت قاسمؑ یہ نہ فرماتے کہ اَلْمَوْتُ عِنْدِي اَحْلٰى مِنْ الْمَكْلِ۔ یعنی موت میرے نزدیک شہد سے زیادہ شیریں ہے۔

سزا دار د۔ کر بلا کے میدان میں ۱۰ محرم ۶۱ھ کو جب عمر سعدؑ نے لشکر حسینیؑ پر پہلا تیر پھینک کر جنگ کی ابتداء کی تو لشکر حسینیؑ کے تین دن کے بھوکے پیاسے سپاہی بھی دفاعی جنگ پر مجبور ہو گئے سب سے پہلے اصحاب و انصار ایک ایک کر کے میدان جنگ میں آئے اور اپنا قیمتی خون بہا کر درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ پھر جب بنی ہاشم کی باری آئی تو فرزند حسنؑ جناب قاسمؑ امامؑ وقت کے پاس آئے اور

مجھے مرنے کی اجازت دے سکو۔ پھر میری جدائی کا غم نہ ہو گا غیرت دار باپ کی بیٹی نے زبان سے تو کچھ نہ کہا ایک آہ سرد کھینچی اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور بڑھ کر جناب قاسم کی آستین پکڑ لی۔ مطلب یہ تھا کہ تم جارہے ہو آخر مجھے کس کے سہارے چھوڑے جاتے ہو۔ جناب قاسم نے اپنی آستین پھاڑ کر جناب کبریٰ کو دے کر فرمایا کہ یہ میں اپنی نشانی دے رہا ہوں محشر میں جب ملاقات ہوگی تو اسی سے پہچان لینا پھر خیمے سے برآمد ہوئے اور میدان جنگ کی طرف چلے۔ ارزق نے اپنے ایک بیٹے کو جناب قاسم کے مقابل میں روانہ کیا تھوڑی دیر دار کی رد و بدل کے بعد فرزند حسن نے ارزق کے بیٹے کو قتل کر دیا پھر ارزق نے یکے بعد دیگرے اپنے چاروں بیٹوں کو بھیجا حضرت قاسم چاروں کو تہہ تیغ کر دیا۔ جب چاروں بیٹے قتل ہو گئے تو ارزق بوکھلا اٹھا خود شہزادے کے مقابلہ کو آیا اور حضرت قاسم نے تھوڑی ہی دیر بعد ارزق کو بھی قتل کر دیا یہ منظر دیکھ کر شیر سعد بھر گیا۔ اور کہا یہ بنی ہاشم کا شیر ہے علیؑ کا پوتا ہے۔ ایک ایک کر کے نہ لڑو بلکہ چاروں طرف سے یکبارگی ٹوٹ پڑو۔ چنانچہ اشتیاد سمٹ اٹے۔ اور حملہ کر دیا۔ شہزادہ قاسم کو جلال آگیا اب جو شیر غضبناک کی طرح حملہ کیا تو بیالیس دشمنوں کو اصل جہنم کر دیا۔ مگر تین دن کا بھوکا پیاسا بجا پد کہاں تک لڑتا۔ نیزہ و شمشیر تیر و تیر کی کثرت نے قاسم کا سارا بدن زخمی کر دیا۔ یہاں تک کہ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے بے اختیار زمین پر گرے۔ اور کہا چچا مدد کو آؤ۔ امام حسینؑ بھتیجے کی آواز پر دوڑ پڑے۔ جناب قاسم کو شہلول نے گھیر رکھا تھا۔ امام نے انھیں حملہ کر کے بھگایا اس دوڑ و دھوپ میں جناب قاسم زندگی ہی میں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہو گئے۔ اور اب جو حسینؑ حضرت قاسم تک پہنچے تو لاشہ پامال ہو چکا تھا۔ گوشت کے ٹکڑے کر ملا کی جلتی زمین

قاسم خوش ہو گئے۔ تو یزید کھولا تو اس میں لکھا تھا۔ بیٹا قاسمؑ جب تم یہ لتویذ کھول کر پڑھو گے تو میرا بھتیجا دشمنوں کے نہ غے میں گھر ہو گا اسے نور نظر قاسمؑ اگر میں زندہ ہوتا تو اپنے بھائی پر اپنی جان قربان کرتا۔ لیکن اس تیامت کی گھڑی میں تم میرے بھتیجا پر اپنی جان قربان کر دینا اسے بیٹا قاسمؑ موت سے پریشان نہ ہونا میں شہادت کے وقت تمہارے سامنے آ جاؤں گا۔

حضرت ام فروہ کے ردنے کی آواز پر امام بھی خیمے کے قریب پہنچ گئے اور پوچھا بھائی جان آپ اس قدر تڑپ کر کیوں رو رہی ہیں ام فروہ نے کہا امام وقت اثنا بتا دو کہ کیا بیوہ کا بد یہ قاسمؑ فدیہ راہ خدا اپنے کے قابل نہیں ہے فرزند رسولؐ آپ میرے قاسمؑ کو مرنے کی اجازت دیجئے۔ درنہ میں روضہ آپ کی مادر گرامی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گی۔ ادھر ام فروہ نے سفارش اور حضرت قاسمؑ نے لتویذ بھی پیش کر دی۔ امام حسینؑ لتویذ کو ہاتھ میں لیا بوسہ لیا آنکھوں سے لگایا پھر بھائی نے بھائی کی تحریر پڑھی اور ردنے لگے اور فرمایا بیٹا قاسمؑ اب تو حسینؑ تمہیں میدان جنگ کی اجازت دینے پر مجبور ہے اجازت ملی حضرت قاسمؑ خیمے کی طرف روانہ ہوئے۔ ماں سے الوداع ہوئے تو ام فروہ نے اپنے بیٹے کو فاطمہ کبریٰ کی طرف اشارہ کیا مطلب یہ تھا کہ بیٹا دلہن سے بھی رخصت ہو لو۔ یہ کہہ کر ام فروہ وہاں سے ہٹ گئیں۔ دنیا جاتی ہے کہ دولہا اور دلہن کے درمیان پہلی ملاقات میں کیا کیا گفتگو ہوتی ہے۔ مگر آہ۔ اس نوشاہ نے اس دلہن سے پہلی ملاقات میں مرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ چنانچہ جناب قاسمؑ نے فاطمہ کبریٰ سے کہا اے بنت عم تم خود دیکھ رہی ہو کہ تمہارے بابا پردہ وقت آ پڑا ہے کہ غیر بھی اپنی قربانی پیش کر رہے ہیں پھر ہمارا اور تمہارا اس موقع پر کیا حق ہے۔ اسے سمجھ لو تا کہ خوشی خوشی

نوحہ

موت بہتر ہے اس زندگی سے

لاشِ قاسم پہ کبریٰ نے سوچیا

موت بہتر ہے اس زندگی سے

ہن کے میرہ رہوں کیسے زندہ

موت بہتر ہے اس زندگی سے ۲

دل کے ارماں لے طکتنی جلدی

ہو گئی خون ہاتھوں کی مہندی

خوں میں ڈوبا ہے پھولوں کا سہرا

موت بہتر ہے اس زندگی سے

میرے سرتاج دل کیسے بہلے

کاش مرجاتی میں تم سے پہلے

لے کے تم چلتے میرا جنازہ

موت بہتر ہے اس زندگی سے ۲

بد نصیبی کی حد ہو گئی ہے

زندگی جاگ کے سو گئی ہے

ہتھکڑی ہے کلانی کا کنکنا

موت بہتر ہے اس زندگی سے

پر کھڑے پڑے ہوئے تھے یزیدی فوج میں خوشی کے جنگی باجے بج رہے تھے۔ امام نے چاہا کہ قاسم کالاشنکھ کر خیمہ میں لے جائیں مگر لاشہ اٹھ نہ سکا۔ اس لئے کہ ایک ایک عضو الگ ہو جاتا تھا۔ حسین نے کہا عباس میری عبا بچھا کر لاش کے ٹکڑوں کو جمع کر لو۔ لاش کے ٹکڑے اکٹھا ہو گئے۔ اور ایک گٹھری کی طرح قاسم کالاشنکھ خیمہ کی طرف لے کر چلے تو ام فروہ سے کسی بی بی نے کہا بیوہ حسن آپ کے بچے کالاشنکھ آ رہا ہے تو ام فروہ نے کہا سہ

باجے والوں کی صدا زیر قنات آتی ہے

کیا لاشہ مرے بچے کی برات آتی ہے

قاسم کالاشنکھ جب خیمہ میں آیا تو بیویوں میں کہرام برپا ہو گیا ام فروہ لاش قاسم پر آئیں اور شانہ بلایا کہا میرے لالہ کیسی میٹھی نیند سو رہے ہو کہ دکھیا ماں آواز دیتی ہے اور جواب نہیں دیتے۔

عزاد اردو۔ جب قاسم دلدھا کالاشنکھ خیمہ میں آیا تو دہن غم سے نہڑھاں تھیں۔ فاطمہ کبریٰ اپنے وارث کے لاشے پر آئیں اور رو رو کر کہنے لگیں سہ

کس درجہ بے نصیب ہوں میں غم کی مبتلا آپس میں سب کہیں گے یہ مجھ کو نانا ایسا نصیب ہو گا کسی کا نہ ہے ہوا شب کو بنا جو دلدھا صبح قتل ہو گیا ایسی تو رانڈ ہم نے نہ دیکھی زمانے میں

دلدھا یہاں ہے۔ ہو گئی دھن قید خانہ میں دنیا میں اس طرح سے کوئی کب ہو ہے یا شب کو تو عقد دن کو ہوں دلدھا دلتا ہے ہمارا ہو گا بھلا کیسے اب نباہ دلدھا تو پہنچا خلد میں جنگل میں ہم ہیں آہ کیا کہہ کے آپ کو میں پکاروں بتائے یہ دن میں کس طرح سے گزارا بتائے

۱۰
لاش قائم سے آواز آئی
صبر کو صبر سرور کی جانی
بائے کبریٰ دوبارہ نہ کہنا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۱۱
چیکے چیکے دلہن رد رہی ہے
مانتی انجن رد رہی ہے
غم میں ڈوبا ہے زاہد یہ لوصہ
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۵
موت آئی جوانی کے بدلے
خون برسا ہے پانی کے بدلے
اب کفن بن گیا سرخ جوڑا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۶
بائے میرے مقدر کے سورج
چاند فروہ کے شبر کے سورج
ہر طرف ہے اندھیرا اندھیرا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۷
میری غم میں برستی ہیں آنکھیں
دیکھنے کو ترستی ہیں آنکھیں
زندگی کیسے بیٹے گی تنہا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۸
کیسے ردی ہے اک شب کی لہجہ
میرے نادان دل کو ہے الجھن
بائے رونا بھی مجھ کو نہ آیا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۹
سوچتے سوچتے غم کی ماری
ردتے ردتے تڑپ کر پکاری
ایسا جینا بھی ہے کوئی جینا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

مجلس

شہادت حضرت عباسؓ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن
الرحیم قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن الحکیم
دَسَقَلَهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا

سورہ وہر کی یہ مشہور دسرف آیت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جنت والوں کو آب کوثر سے سیراب کیا جائیگا جس کے ساتی علیؓ ابن ابی طالبؓ ہونگے حضرت علیؓ ساتی کوثر میں تو ساتی کوثر کا بیٹا تھا سکینے ہے۔

عزادارد۔ تمنائے علیؓ سقائے سکینے حضرت عباسؓ جو حسینیؓ لشکر کے علمدار تھے۔ کربلا کے تپتے بن میں اصحاب و انصار حسینیؓ کی عظیم تشریف آوری کے بعد جب بنی ہاشم کی باری آئی تو حضرت عباسؓ امام حسینؓ کی خدمت میں آئے اور کہا مولاً مجھے مرنے کی اجازت دیجئے۔ امام حسینؓ نے فرمایا عباسؓ تمہیں کیسے اجازت دوں تم تو میرے لشکر کے علمدار ہو لیکن جب قاسمؓ نہ رہے عونؓ و محمدؓ شہید ہو گئے۔ تو جناب عباسؓ دوبارہ خدمت امام میں آئے اور کہا آقا مرنے کی اجازت دیجئے۔ امام حسینؓ نے بھڑکتے ہوئے کہا کہ

عباسؓ تمہیں کیسے اجازت دوں تم لشکر کے علمدار ہو۔ اب عباسؓ کہتے ہیں کہ آقا وہ لشکر ہی کہاں رہ گیا کہ جس کی میں علمداری کر دوں۔ چنانچہ مولانا میدان جنگ کی اجازت دینے پر مجبور ہو گئے مگر اس شرط کے ساتھ کہ عباسؓ بچے پیاس سے جاں بلب ہیں بچوں کے لئے پانی کا کوئی بندوبست کرتے جاؤ حضرت عباسؓ خمیے میں آئے تو سکینے نے دامن مقام لیا اور کہا چچا میں بہت پیاسی ہوں حضرت عباسؓ نے کہا بیٹی سکینے مشکیزہ لے آؤ حضرت عباسؓ کو سکینے نے مشکیزہ دیا مشک سکینے نے کز سب سے آخر میں حضرت زینبؓ سے رخصت ہونے کے لئے آئے۔ تو ثانی زہراؓ نے فرمایا بھائی چلتے چلتے ایک بات سنتے جاؤ حضرت عباسؓ نے سر جھکا لیا۔ تو حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ اے بھائی بچپن میں ایک بار میں بابا کے زانو پر بیٹھی تھی کہ میرے دوش سے چادر ہٹ گئی تو بابا نے بڑھ کر میرے بازوؤں کو چومایا میں نے کہا بابا اس عمل کا کیا سبب ہے تو بابا نے فرمایا بیٹی زینبؓ ایک دن ان بازوؤں میں رسن باندھی جائے گی اس وقت میں بہت کمسن تھی لیکن جب میں بڑی ہوئی اور بھائیوں سے گھر بھر گیا تو بچپن کے اس واقعہ کا نہ جانے کب کب خیال آیا کہ کس میں ہمت ہے کہ جس بہن کے اٹھارہ بھائی ہوں اس کے بازوؤں میں رسن باندھ سکے مگر اے عباسؓ میرے تمام بھائیوں میں اب تمہارا ہے اور بھینا حسینؓ کے کوئی نہیں بچا ادا اب تم بھی جارہے ہو اب زینبؓ کو یقین ہو گیا کہ بہت جلدی ان بازوؤں میں رسن باندھی جائے گی۔

مشک و علم لے کر سقائے سکینے ذات کی طرف روانہ ہوا ادھر سکینے چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے کر درخیمہ پر بیٹھ گئیں اور رتیاں دینے لگیں سکینے بچوں سے کہہ رہی تھی کہ اب پانی کے لئے پریشان نہ ہونا اس لئے کہ میرا شیر سا چچا پانی لینے کے لئے گیا ہے۔ اب ہم پیاسے نہیں رہیں گے۔ دشمن

پیوست ہو گیا اور اسی اثنا میں ایک ظالم نے ایک گرز سر پر مارا اب حضرت عباس گھوڑے پر سنبھل نہ سکے بے اختیار زمین پر گر پڑے عزادار دھڑکنے والا جب بندی سے گرتا ہے تو زمین پر ہاتھوں کو ٹیک دیتا ہے مگر جس کے دونوں ہاتھ ہی کٹ گئے ہوں وہ کیا کرے ابو الفضل العباس سر کے بل زمین پر گرے۔

امام دقت کو آواز دی۔ امام حسین نے جیسے ہی عباس کی آواز سنی۔ تڑپ کر گر پڑے اور فرمایا اَلَا اِنْ كَسَرَ ظَهْرِي وَ قَلَّتْ حِيلَتِي۔ ہائے میری مگر ٹوٹ گئی اور راہ چارہ مسدود ہو گئی۔

امام حسین جانب مقتل روانہ ہوئے تو دو جگہ جھک کر دونوں ہاتھ اٹھائے اور بڑی تیزی سے حضرت عباس کے سر ہانے آئے اور جلتی ہوئی زمین پر میٹھ گئے اور سر عباس اٹھا کر زانو پر رکھا

بھائی کہا اور لاش سے پلٹے شہ والا

ہو نہوٹوں کو ملا ہو نہوٹوں یہ منہ پیار سے جو ما

رورود کے کہا آنکھ تو کھولو مرے شیدا

کچھ باتیں کر دو ہم سے کہو دل کی تمنا

بے ہے یہ مرے سامنے کیا ہوتا ہے بھائی

تم مرتے ہو تب بھی روتا ہے بھائی

حسین نے کہا عباس آنکھ کھولو اور گفتگو کرو۔ کہا مولا آپ کی زیارت

تو کرنا چاہتا ہوں۔ مگر ایک آنکھ میں تیرا پیوست ہے دوسری آنکھ میں سر کا خون جم

گیا ہے۔ میرے دونوں ہاتھ کٹ گئے ورنہ میں آپ کو زحمت نہ دیتا اور اپنے

ہاتھوں سے ہی تیرا کال لیتا اور خون صاف کر لیتا۔ حسین نے باعلیٰ کہہ کر ایک

فوج کا حال یہ تھا کہ حضرت عباس کو دیکھ کر زیدی فوج میں بھگدڑ مچ گئی لوگ ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ حضرت عباس نے ایک ہی حملہ میں ایک سو بیس دشمنوں کو تہ تیغ کیا اور فزات میں داخل ہو گئے۔ حضرت عباس کا بھی پیاس سے عجیب حال تھا۔ مگر وفائے عباس یہ کیسے گوارا کر لیتی کہ سکنہ پیاسی رہے اور عباس پانی پی لیں۔ چلو میں پانی لیا اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی پیاس کو یاد کر کے روتے لگے اور چلو میں جو پانی لیا تھا اسے پھینک دیا اور سوکھی ہوئی مشک سکنہ بھر کر فزات سے پیاسے نکل آئے۔ جب پسر سعد نے دیکھا کہ عباس مشکیزہ میں پانی بھر کے خیمے کی طرف جانے والے ہیں تو شکر سے کہا کیا دیکھتے ہو دیکھو پانی خیمہ حسینی تک نہ جانے پائے۔ چاروں طرف سے عباس کو گھیر لو۔ یہ سن کر زیدی لشکر حضرت عباس پر حملہ کرنے لگا مگر جناب عباس دشمن کی صفوں کو چیرتے پھاڑتے خیمے کی طرف چلے جا رہے تھے مگر مسلسل حملوں سے خون بہنے

لگا اور اسی عالم میں ایک ظالم نے آپ کا داہنا ہاتھ تلوار سے کاٹ دیا لمحہ بھر کے لئے علم تھوڑا سا جھکا سکنہ کی نظر علم پر تھی جب علم جھکا تو سکنہ کا ننھا سادل دھڑکنے لگا اور کہا خدا جانے میرے چچا پر کیا گذر گئی کہ علم نظر نہیں آتا لیکن جب عباس نے فزات میں ہاتھ میں علم کو لیا سکنہ علم کو دیکھ کر پھر خوش ہو گئیں کہ میرا چچا پانی لے کر آ رہا ہے۔ مگر عزادار د۔ عباس کا بایاں ہاتھ بھی ایک شقی نے قلم کر دیا اور جب دونوں ہاتھ کٹ گئے تو لشکر حسینی کا علم زمین پر گر پڑا۔ علم تو گر گیا مگر کسی طرح مشکیزہ سنبھالے رکھا اور مشک کا تسمہ دانتوں میں دبایا اور خیمے کی طرف بڑی تیزی سے گھوڑے کو بٹھاتے رہے مگر حملہ نے مشک سکنہ پر ایسا تیر مارا کہ پانی بہہ گیا اب حضرت عباس کا دل ٹوٹ گیا پھر تیرد کی بارش ہونے لگی یہاں تک کہ ایک تیر آنکھیں

۵۵۔ ۵۵۔ جب علم خیمے کے اندر آیا تو کہرام برپا ہو گیا۔ عباسؓ کے خون سے علم کا پھر پرارنگین تھا۔ اٹھرم نے علم سے لپٹ کر اس طرح بین کیئے کہ آسمان پر ملائکہ ردنے لگے بیسیاں ٹڑپ ٹڑپ کر دوا عباسؓ کے نعرے مارتی تھیں۔

آنکھ سے تیز نکالا اور دامن سے دوسری آنکھ کا خون صاف کیا۔ حضرت عباسؓ نے حسرت بھری نگاہوں سے بھائی کو دیکھا اور فرمایا مولا اگر مجھ سے نفرت میں کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو معاف فرمائیے گا۔ امام نے فرمایا عباسؓ یہ کیا کہتے ہو۔ ہاں کچھ وصیت ہو تو بیان کر دے کہ مولا وصیت یہ ہے کہ میری لاش خیمے میں نہ لے جائیے گا اس لئے کہ سکینہ سے پانی کا وعدہ کیا تھا مگر ہائے خیمے میں پانی نہ پہنچا سکا۔ میں اپنی بھتیجی سے مشر مندہ ہوں۔ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا عباسؓ میری بھی ایک تنہا ہے کہ آج تک تم مجھے آقا اور مولا ہی کہتے رہے۔ کبھی مجھے بھائی کہہ کر نہیں پکارا۔ اس لئے ایک بار مجھے بھائی کہہ کر پکار لو حضرت عباسؓ نے کہا مولا میری ماں نے مجھ سے یہ تاکید کی ہے کہ تم حسینؓ کو ہمیشہ آقا اور مولا کہنا اور کہنا۔ لیکن حکم امام ہے اس لئے تیار ہوں۔ بس بھائی کہتے ہی روج پر داز کر گئی امام حسینؓ نے عباسؓ کا لاشہ وہیں چھوڑ دیا اور مشک و علم بیکر خیمے کی طرف چلے۔ جناب سکینہ نے ددر سے مشک و علم دیکھا تو آواز دی بچو! کوزے لے کر آؤ میرا چچا پانی لے کر آرہا ہے۔ بالی سکینہ کی آواز سن کر پیاسے بچے ہاتھوں میں کوزے لے کر درخیمہ پر آگئے۔ حسینؓ نے کہا بیٹی سکینہ۔ تیرے چچا کے دلوں ہاتھ کٹ گئے۔ مشکیزہ چھد گیا۔ سکینہ ٹڑپ کر رونے لگی ہائے میرے چچا ہائے میرے اچھے چچا۔ میری محبت میں آپ کے دلوں ہاتھ کٹ گئے۔ کاش میں پانی لینے کے لئے آپ کو نہ بھیجتی۔

مقتل سے روتے پڑے گھر میں حسینؓ آئے بیٹھی ہوئی تھیں بیسیاں ماتم کی صف بچاؤ خوں میں بھرا ہوا علی اکبرؓ علم جو لائے اک غل ہوا کہ مر گئے عباسؓ ہائے ہائے

میرے کھونے کو زوجہ عباسؓ مہٹ گئی

منہ پیٹ کر علم سے سکینہ لپٹ گئی

۵ ہر اک سمت مقتل میں لاشے پڑے ہیں
خیام حرم دیکھو سب جل گئے ہیں
ہیں بیٹھی ہوئی بی بی بیال بنے میں پر
۶ مرے شیر عباس آجاؤ بھیتا

زمین پر سکنہ تو غش میں پڑی ہے
بہن پر عجب بے کسی کی گھڑی ہے
بھتیجی بہت پیاسی ہے مشک یکر
مرے شیر عباس آجاؤ بھیتا

۷ بڑا ناز تھا تم پہ زینب کو بھیتا
تمہیں سے تو قائم تھا زینب کا پردہ
نہیں اب تو باقی رہا میرے سر پر
۸ مرے شیر عباس آجاؤ بھیتا

مرا صحن خانہ میں سر کھل گیا تھا
تو اک روز وہ تھا کہ سوچ نہ نکلا
مگر آج ہیں بیبیاں سب کھلے سر
مرے شیر عباس آجاؤ بھیتا

۹ مدینے سے کس شان کے ساتھ لائے
مگر اب تو سوتے ہو شانے کٹے
سوار آج بھی کر دو میرے برادر
مرے شیر عباس آجاؤ بھیتا

نوحہ

مرے شیر عباس آجاؤ بھیتا

۱ یہ فریاد کرتی تھی زینب تڑپ کر
مرے شیر عباس آجاؤ بھیتا
لعین نے جلاؤ اے زینب کے سب گھر
۲ مرے شیر عباس آجاؤ بھیتا

سلایا ہے بچوں کو میں نے زمیں پر
بے کیا پڑا دقت ان نازنین پر
نہ قاسم نہ عون و محمد نہ اکبر
مرے شیر عباس آجاؤ بھیتا

۳ لئے اپنے ہاتھوں میں ٹوٹا سا نیزہ
میں خود آج کرتی ہوں پکوں کا پہرہ
بہن کی مدد کو ترانی سے اٹھ کر
۴ مرے شیر عباس آجاؤ بھیتا

جلایا گیا میرے بھیا جو خیمہ
تو جلنے لگا تھا سکنہ کا کرتہ
بھاتی تھی خود اپنے ہاتھوں نطفہ
مرے شیر عباس آجاؤ بھیتا

مجلس

شہادتِ حضرت علی اکبر

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن الحکیم۔

اَلْمَالُ وَالْاَنْفُسُ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ قرآن مجید میں خلاق کائنات ارشاد فرماتا ہے کہ مال اور اولاد زندگی دنیا کے لئے زینت ہے۔ ہر والدین کو اپنے بیٹے سے محبت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ بیٹا انکھوں کی ٹھنڈک، ماصائے پیری۔ اور راحت جاں ہوتا ہے۔ پھر وہ بیٹا جو شبیہ پینبر بھی ہو ایسا بیٹا اگر مرنے کی رضا طلب کرے تو باپ کے دل پر کیا گزرے گی۔

عزادارد۔ کہ بلا کے میدان میں جب لشکر حسینی میں حضرت علی اکبر کے سوا اور کوئی نہ رہ گیا تو علی اکبر حسین کی خدمت میں آئے اور کہا بابا مجھے بھی مرنے کی اجازت دیجئے۔ باپ نے بیٹے کو حیرت بھری نظر سے دیکھا اور تڑپ کے کہا میرے لال کیا کوئی باپ بھی بیٹے کو مرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ مگر بیٹا یہ دقت دقت کی بات ہے کہ کل میرے نانا نے میری جان بچانے کے لئے اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان

۱۰ جنازہ مری ماں کاشب میں ٹٹا تھا
مگر آج زینب ہوئی سر بر ہنس
مراسر چھپا دوں داکل اٹھا کر
مرے شیر عباس آجاؤ بھیا

اگر ہوتے عباس تم آج زندہ
تو زینب کا سراں طرح سے نکھتا
رسن یوں نہ شاؤں میں بندھتی جگر کر
مرے شیر عباس آجاؤ بھیا

۱۲ رسن شاؤں میں جس گھڑی بندھتی تھی
عجب حسرتوں سے بہن دیکھتی تھی
بلائی تھی بھائی کو آنسو بہا کر
مرے شیر عباس آجاؤ بھیا

عزادارد زینب کی فریاد سن کر
تڑپتا تھا لاشہ اخی کا ہنر پر
مدد کے لئے جب بلائی تھی خواہر
مرے شیر عباس آجاؤ بھیا

۱۴ ظفر جب چلا قافلہ فیتہ ہو کر
تو زینب نے اپنے بندہ ہاتھ اٹھا کر
کہا السلام علیک برادر
مرے شیر عباس آجاؤ بھیا

کریا تھا اور آج دین بچانے کے لئے تمہاری قربانی اور خون کی ضرورت ہے۔ بیٹا میں اجازت تو دیتا ہوں۔ مگر پہلے خیمے میں جا کر ماں اور بھوپھی سے رخصت ہو آؤ علی اکبر خیمے میں آئے۔ بیسیوں نے چاروں طرف سے علی اکبر کو حلقہ میں لے لیا اور تڑپ تڑپ کر رونے لگیں خاص کر ثانی زہرا حضرت زینب کا عجیب حال تھا زینب کہتی ہیں بیٹا کیا میں نے تم کو اسی لئے اٹھا دیا کہ تم پالا تھا کہ تم عالم غربت میں ہمارا ساتھ چھوڑ دو۔ ادھر ام لیلیٰ فریاد کر رہی ہیں تو نظر اکبر تمہارے لئے مرے دل میں بڑے ارمان تھے بیٹا۔ تیری شادی رچا کا ارمان تھے دو لہا بنانے کا ارمان سب خاک میں مل گیا۔ بیٹا اکبر ہر بیٹا اپنی مجبور ماں کی زندگی کا سہارا ہوتا ہے۔ مگر میری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ تیری چاند سی صورت خاک و خون میں غلطاں دیکھوں۔ بہر حال بیٹا جاؤ اور غلط سب سے رخصت ہو کر علی اکبر چلنے لگے بیسیوں نے پھر دامن سہام لیا حمید بن مسلم کہتا ہے کہ علی اکبر جب رخصت آخر کے لئے خیمے میں آئے تو خیمے کا پردہ بار بار اٹھاتا تھا اور گرتا تھا ایسا لگتا تھا کہ جب علی اکبر خیمہ سے نکلنا چاہتے تھے تو بیسیاں دامن سہام لیتی تھیں بالآخر علی اکبر خیمے سے یوں برآمد ہوئے کہ جیسے کسی بھرے گھر سے کسی جوان کی میت نکل رہی ہو۔

اعظم سے رخصت ہو کر علی اکبر امام حسین کی خدمت میں آئے اور کہا بابا مجھے میدان جنگ کی طرف رخصت کیجئے۔ حسین نے علی اکبر کو رخصت کیا اور کہا خداوند اگواہ رہنا میرا وہ فرزند مجھ سے جدا ہو رہا ہے جو صورت و سیرت میں رسول سے مشابہ تھا۔ خداوند جب میں تیرے رسول کی زیارت کرنا چاہتا تھا تو اپنے اکبر کو دیکھ لیا کرتا تھا حسین نے جب علی اکبر کو رخصت کیا تو فرمایا بیٹا جب تک سانسنا رہے مڑ مڑ کر

ضعیف باپ کو دیکھتے رہنا۔ علی اکبر ابھی تھوڑی دیر چلے تھے کہ اپنے پیچھے کسی کے آنے کی آواز سنی مڑ کر دیکھتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ضعیف باپ کمر تھامے ہوئے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے علی اکبر نے کہا بابا آپ واپس جائیں آپ تو مجھے رخصت کر چکے ہیں۔ حسین نے ایک جملہ کہا بیٹا اگر تم صاحب اولاد ہوتے تو اندازہ ہوتا کہ اس وقت حسین کے دل پر کیا گذر رہی ہے۔ باپ کو الوداع کہہ کر علی اکبر میدان میں آئے۔ ہاشمی شیر نے اس طرح محمد کیا کہ ایک سو بیس دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جب علی اکبر مصروف جنگ تھے تو حسین ایک بلندی پر کھڑے ہوئے علی اکبر کی جنگ دیکھ رہے تھے اور ام لیلیٰ درخیمہ پر کھڑی ہوئی حسین کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے تھیں کہ ایک بار حسین کے چہرے کا رنگ بدلا ام لیلیٰ گھبرا گئیں۔ آوازی میرے وارث میرا بچہ کس حال میں ہے۔ کہا لیلیٰ ایک بہادر مقابلے میں ہو گیا ہے جاؤ دعا کر دو کہ میں نے نانا سے سنا ہے کہ ماں کی دعا بیٹے کے حق میں جلدی قبول ہوتی ہے۔ ام لیلیٰ خیمہ میں آئیں بیسیوں کو جمع کیا اور کہا جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔ اور ام لیلیٰ نے دعا کی کہ اے یوسف کو یعقوب سے ملائے دے خدا میرے علی اکبر کو بھی مجھ سے ملا دے دعا قبول ہوئی۔ بیٹا علی اکبر دشمنوں کو قتل کر کے میدان سے واپس آئے اور حسین نے کہا بابا اگر ایک گھونٹ پانی مل جائے تو میں ان ظالموں کو بتا دوں کہ بنی ہاشم کے شیر کس طرح لڑتے ہیں حسین نے کہا میرے لال پانی تو نہیں ہے اپنی زبان میرے منہ میں دے دو علی اکبر نے اپنی زبان حسین کے منہ میں رکھی اور فوراً نکال لی۔ اور کہا بابا آپ کی زبان تو مجھ سے زیادہ خشک ہے۔

عزاد اردو۔ ادھر علی اکبر حسین کے پاس آئے ادھر دشمنوں

بیٹا اڑیاں رگڑ رہا ہے اور ایک ہاتھ سینے پر ہے۔ امام نے پوچھا بیٹا ایک ہاتھ سینے پر کیوں رکھے ہوئے ہو۔ کہا بابا سینے میں نیزہ در آیا ہے۔ بڑی تکلیف ہو رہی ہے بس حسینؑ دو خونوں کو بیٹھ گئے اور آستین الٹ کر علی اکبرؑ کے سینے میں نیزے کا پھل نکالنے کے لئے ہاتھ ڈالا۔ کئی جھٹکے دیئے مگر نیزہ نہ نکلا۔ بس ایک مرتبہ یا علی کہہ کر نیزہ نکالا تو ساتھ میں کلمہ بھی نکل آیا۔ زمین کر بلاں گئی۔ اب علی اکبرؑ نے کہا بابا آپ میری طرف سے منہ پھیر لیجئے۔ اس لئے کہ سنا ہوں کہ جو ان کا دم بڑی مشکل سے نکلتا ہے۔ روح جسم سے نکل گئی باپ کے سامنے جو ان بیٹا مر گیا حسینؑ اپنے جوان بیٹے کا لاشہ خیمے کی طرف لے چلے مگر تین دن کا بھوکا پیاسا ستاون برس کا ضعیف جوان بیٹے کا لاشہ مقتل سے خیمے تک لے جانہ سکا۔ تو لاشہ زمین پر رکھ دیا اور درخیمہ پر کھڑے ہوئے بچوں کو پکارا آؤ بچو مجھے سہارا دو اس لئے جو ان بیٹے کی میت اکیلا نہیں اٹھایا رہا ہوں۔ کسی طرح حسینؑ علی اکبرؑ کا لاشہ خیمے میں لائے بیسیوں میں کہرام برپا تھا زینبؑ نے علی اکبرؑ کے لاشے پر اپنے کو گرا دیا اور کہا ہے

تم مر گئے میں مرنے لگی ساتھ تمہارے جے بے مرے دلبر مر جانی مر پیارے
تم بھی نہ رہے عون و محمد بھی سدھار اب کون اٹھائے گا جنازہ کو ہمارے
آرام بہت کم مری قسمت میں لکھا تھا

پیری میں یہ ماتم مری قسمت میں لکھا تھا

حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ علی اکبرؑ کی شہادت سے پہلے بی بی زینبؑ کی چادر سفید تھی مگر علی اکبرؑ کی شہادت کے بعد چادر سرخ ہو گئی جب کہ جوان بیٹے کی شہادت کے بعد سرخ چادر اڑھنا مناسب نہ تھا۔ اسے حمید زینبؑ

میں یہ مشورہ ہونے لگا کہ علی اکبرؑ پر کس طرح قابو پایا جائے تو سمنہ نے کہا جب تک ہم نے عباسؑ کے شانے دھوکے سے نہیں کاٹ لئے تب تک وہ قابو میں نہیں آئے تھے علی اکبرؑ بھی انھیں کے بھتیجے ہیں۔ پھر طے پایا کہ جب علی اکبرؑ میدان میں آئیں اور حملہ آور ہوں تو چھپ کر ایک سپاہی دھوکے سے نیزہ مار دے چنانچہ علی اکبرؑ دوسری مرتبہ مقتل میں آئے تو سنان ابن انسؑ نے ایسا نیزہ علی اکبرؑ کے سینے پر مارا کہ وہ نیزہ سینہ توڑتا ہوا کلمہ میں پیوست ہو گیا سینے سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ اب شہزادہ گھوڑے پر سہل نہ سکا آواز دی بابا۔ میرا آخری سلام لو۔ امام حسینؑ نے بیٹے کی آواز سنی تو کمر تھامے ہوئے گرتے پڑتے چلے اور کہتے جاتے تھے ہ

چلانے تھے کہ باپ کے پیارے کدھر گئے اے نور چشم اکھوں کے تارے کدھر گئے
اے میری زندگی کسے سہارے کدھر گئے پہنچا کے ہم کو گورکنا رے کدھر گئے
اندھیرے جہاں نہ تھیں یاثر کا حسینؑ
آواز دو گے تم تو چلا آئے گا حسینؑ

اے ارض کو بلا مراد لبر کہاں گیا اے دشت نینوا مرہ اذ کہاں گیا
مقتل میں ہم شبیہ پیمبر کہاں گیا اے ہنر علقہ علی اکبرؑ کہاں گیا
نکلا ہوں میں جو ان پسر کی تلاش کو
بتلا مجھے مرے دُرِ کیتا کی لاش کو

حسینؑ بار بار کہہ رہے تھے یا علیؑ یا علیؑ شاید نجف کے علیؑ کو مدد کے لئے پکار رہے تھے اور کربلا کے علیؑ کو آواز دے رہے تھے یہ بھی کہتے جاتے تھے یا بُحییٰ علیؑ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْعَدُكَ الْعُقَا اے بیٹا تیرے بعد اب اس ننگ کالی دنیا پر خاک ہے۔ امام حسینؑ بیٹے کے پاس آئے اور سر بانے بیٹھ گئے۔ دیکھا جو ان

نوحہ

شبیبہ نبی اکبر نوجواں

شبیبہ نبی اکبر نوجواں
امام شجاعت علیؑ کے نشان
ترے غم میں روتا ہے سالہا سال

شبیبہ نبی اکبر نوجواں

کبار کے مادرِ سزاں سے لگاؤں
مرے لال آنکھ کو دھوا بنالوں
پدر کے سکون ماں کے روجِ حوٰں

شبیبہ نبی اکبر نوجواں

مکرتھائے دن میں پدر ڈھونڈتا ہے
ادھر ڈھونڈتا ہے ادھر ڈھونڈتا ہے
پھر اک بار آواز دے میری جال

شبیبہ نبی اکبر نوجواں

زمانے کو احمد کا جلوہ دکھا دو

پھر اک بار آواز اپنی سنا دو
کہو ظہر کی بیٹا اٹھ کر اذراں

شبیبہ نبی اکبر نوجواں

کی سفید چادر کیوں نہ سُرخ ہو جائے کہ زینبؑ نے سرِ پاپا اپنے کو لاش علی اکبرؑ
پر گرا دیا تھا۔

جب لاشِ علی اکبرؑ خیمہ میں آیا تو ام لیلیٰ کا عجیب عالم تھا
ماں کی نامتا جوان بیٹے کی میت دیکھ کر تڑپنے لگی اور کہنے لگیں سے
بیٹا علی اکبرؑ۔

بے ہے ہو میں بھلیں میں تیری آہ آہ ہے بے میں کرنے پائی نہ بیار کا ایشیاہ
بے ہے تجھے نہ مرگ جوانی نے دی پناہ ہے بے اجل نے میرا بھر اکھر کیا تیاہ
بے ہے یہ کیا دارِ تنگ کا جل گیا
جو توڑ کر کلیجہ کو نیزہ نکل گیا

عزاد اردو! کر بلا کے میدان میں جب قاصدِ صغریٰ آیا۔ اور قاطر
صغریٰ کا نشانہ ام کو دیا اس خط میں صغریٰ نے علی اکبرؑ کو مخاطب کر کے لکھا تھا

بھیا تمہیں ہماری محبت ذرا نہیں
قولِ تم نزار کی چھ امہا ہیں
سچ کہتے ہیں کہ خلق میں رسمِ وفا نہیں
نقدِ برے گلا ہے کسی سے گلہ نہیں

کس سے کہوں جو مجھ پہ مصیبت گزر گئی
پوچھنا نہ تم نے جلتی ہے صغریٰ کہ مر گئی
امام حسینؑ قاصد کا ہاتھ پکڑ کر علی اکبرؑ کے لاش پر لائے سے

دیکھا جو شہ نے قاصدِ صغریٰ ہے ہتھیار
سرِ پیٹ کر زمیں پہ گرا وہ بکوشار
کر ڈالا دستِ غم سے گریباں کو تار
چلایا سر کو پیٹ کے یا شاہ نامدار

بتلائیے یہ کس مہرِ انور کی لاش ہے
شہ نے کہا یہی علی اکبرؑ کی لاش ہے

پدر آگیا خواب غفلت سے چونکہ
کہاں درد ہوتا ہے منہ سے تو بولو
کہ آنے لگیں موت کی ہچکیاں
شبیرہ بنی اکبر نوجوان

غضب ہے قیامت میرے جانی
تمہیں اشیاء سے پلایا نہ پانی
نکل آئی ہے منہ سے باہر زباں
شبیرہ بنی اکبر نوجوان

سوئے ہنرمند کر کے مجلس یکار
چلے آؤ عباس دست و دھار
اٹھاتا ہوں پیری میں لاشعور

شبیرہ بنی اکبر نوجوان

کوئی بہر امداد آتا نہیں
ہمیں ظالموں سے چھڑاتا نہیں
خبر میری لو آ کے شکنجہ جاں
شبیرہ بنی اکبر نوجوان

مجلس

شہادت علی اصغر

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرحیم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کونہ من کونہ یومئذ
عفی فطرۃ الاسلام۔

سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
ارشاد گرامی ہے کہ ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس لئے فطری طور پر
ہر بچہ باطنی بہ اسلام ہوتا ہے مگر اس وقت میں اس بچے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں
کہ جس نے اسلام کے لئے جان دی۔ یہ وہ بچہ ہے کہ جو ۱۱ رجب منسلحہ کو
پیدا ہوا اور ۱۰ محرم منسلحہ کو اسلام کی خاطر شہید ہو گیا۔

غزادارو! اس مجاہد کا نام علی اصغر ہے۔ اٹھائیس رجب منسلحہ
کو جب قافلہ حسینی مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو فاطمہ صغریٰ بہت بے چین دے قرار
تھیں اور قافلے کے پیچھے گرتی پڑتی چلی آرہی تھیں کسی نے امام حسینؑ کو بتایا کہ مولا آپ
کی بیمار بیٹی صغریٰ قافلے کے پیچھے پیچھے آرہی ہے امام نے دوبارہ قافلہ روکا
جناب فاطمہ صغریٰ قافلے کے قریب پہنچی امام نے بیٹی کو شفقت سے گود
میں اٹھایا اور کہا بیٹی تم بیمار ہو دو رہے تمہارا ساتھ لے چلتے۔ صغریٰ نے کہا

لب تھا حسینؑ علیؑ اصغرؑ کو میدان میں لائے اور ظالم فوج کے سامنے علیؑ پیش کر کے فرمایا اگر میں تمہارے نزدیک خطا دار ہوں تو اس بچے کی تو کوئی عیب نہیں ہے اسے تھوڑا سا پانی دے دو۔ ظالموں نے کہا اے حسینؑ اگر پوری دنیا پانی ہو جائے تب بھی ایک قطرہ پانی نہ ملے گا حسینؑ نے علیؑ اصغرؑ کو حلتی زمین پر لٹا دیا اور کہا اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس بچے کے بہانے حسینؑ پانی پی لے گا تو آ کر خود بچے کو پانی پلا دو۔ تب بھی سنگدل فوج نے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا حسینؑ نے علیؑ اصغرؑ کو گود میں لے لیا اور کہا بیٹا علیؑ اصغرؑ ذرا ان ظالموں پر اپنی پیاس ظاہر کر دو۔ یہ سن کر علیؑ اصغرؑ نے اپنی سوتیلی زبان ہونٹوں پر پھیرنا شروع کی یہ وہ کرناک منظر تھا کہ سنگدل فوج منہ پھیر کر رونے لگی۔ عمر سعدؓ نے فوج میں یہ انقلاب دیکھا تو کہا اے حرمہ کیا دیکھ رہا ہے اقطع کلام اُحسینؑ فورا تو اس بچے کو تیر مار کر قتل کر دے۔ بس عزادارو۔ حرمہ نے تیر دکان سنبھال کر جو تیر چلایا وہ گلوے علیؑ اصغرؑ پر لگا اور بچہ باپ کے ہاتھوں پر الٹ گیا۔ اور خون بہنے لگا۔

وزرہ خوں کا زخم سے گردن کے بہہ گیا
جتنا پیا تھا دودھ لہو بن کے بہہ گیا

گلوے علیؑ اصغرؑ سے جو خون بہہ رہا تھا حسینؑ نے چلو میں خون کر لیا اور آسمان کی طرف پھینکنا چاہا آسمان سے آواز آئی مولا ایک آہ بھی اگر ادھر آگیا تو قیامت تک پانی نہیں برسے گا۔ ابو تراب کے بیٹے نے خود ناحق زمین کی طرف پھینکنا چاہا تو زمین سے آواز آئی مولا ایک قطرہ ادھر آگیا تو قیامت تک دانہ نہ اُگے گا تب لاش علیؑ اصغرؑ سے مخاطب مولا نے فرمایا اے انکار آسمان کو ہے راضی زمین نہیں اصغرؑ تمہارے خوں کا ٹھکانا کہیں نہیں

اگر ساتھ نہیں لے چلنا ہے تو ایک بار سب سے اور ملا دیجئے الغرض سب بیسیاں عماریوں سے اتریں اور فاطمہؑ صغریٰؑ ایک ایک کر کے سب سے رخصت ہوئیں۔ یہاں تک کہ ماں کے پاس پہنچی گود میں اٹھا رہا دن کے علیؑ اصغرؑ کو دیکھا تو بہن نے پیار سے اپنی گود میں لے لیا اور پیار کرنے لگیں۔ علیؑ اصغرؑ نے بھی بہن کے گلے میں باہیں ڈال دیں ماں نے چاہا کہ علیؑ اصغرؑ کو داپس لے لیں لیکن علیؑ اصغرؑ نے بہن کی گود نہ چھوڑی یہاں تک کہ ایک ایک بی بی آگے بڑھی مگر علیؑ اصغرؑ بہن کی گود ہی میں رہے تب فاطمہؑ صغریٰؑ نے کہا میرے بھیتا کو کوئی خود سے نہ ملے بلکہ میرا بھیتا اپنی مرضی سے میری گود سے چلا جائے تو لے جائیے چنانچہ ایک ایک بی بی آگے بڑھی مگر علیؑ اصغرؑ نے بہن کی گود نہ چھوڑی تو امام حسینؑ خود فاطمہؑ صغریٰؑ کے پاس آئے اور علیؑ اصغرؑ کے کان میں کچھ کہا تو علیؑ اصغرؑ حسینؑ کی گود میں آگئے فاطمہؑ صغریٰؑ تڑپنے لگیں ہائے میرا بھیتا اصغرؑ۔

عزادارو! مدینہ سے جو قافلہ اٹھا میس رجب کو چلا تھا وہ دو محرم کو کربلا دار ہوا۔ کربلا کے چیل میدان میں دشن محرم اللہ کو جب حسین ابن علیؑ کے اصحاب و انصار اُترے اور بارشہید ہو چکے تو مظلوم حسینؑ نے آواز استغاثہ بلند کی ہَلْ مِنْ نَاصِرٍ یَنْصُرُنَا۔ هَلْ مِنْ مُعِیْنٍ یُعِیْنُنَا، اس صدادے استغاثہ پر شہیدوں کے لاشے تڑپنے لگی۔ کئی ہوئی گردلوں سے لَبَّیْكَ یَبْنَیْ یا بن دسوں اللہ کی آواز مقتل میں گونج رہی تھی اس دردناک آواز استغاثہ کے بعد حسینؑ خیمے کی طرف مڑے تو ثانیؑ زہراؑ کے رونے کی آواز سنی امامؑ نے رونے کا سبب پوچھا تو جناب زینبؑ نے کہا بھیتا آپ کی آواز استغاثہ میں وہ اثر تھا کہ علیؑ اصغرؑ نے اپنے کو جھوٹے سے گرا دیا ہے امام حسینؑ نے فرمایا بہن میرے بچے کو میرے حوالے کر دو۔ چنانچہ حسینؑ نے علیؑ اصغرؑ کو اپنی گود میں لیا۔ بچہ پیاس سے جاں

لحد کر دیا۔ عزادارو! میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکا جاتا ہے مگر ہائے رے
حسینؑ کی عزت سے

پانی نہ تھا جو شاہ چھڑکتے مزار پر
آنسو ٹپک پڑے لحد شیر خوار پر

مظلوم امام اتنا روئے کہ قبر آنسوؤں سے تر ہو گئی اس کے بعد سے

نفی سی قبر کھود کے اصغرؑ کو گارٹ کے
شبیر اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو چھارٹ کے

حسینؑ نے علیؑ کو لاشہ دفن کر کے دست ظلم سے محفوظ کر دیا۔ مگر عزادارو
جب شہدوں کے سر لُٹک نیزہ پر بلند کئے گئے تو عمر سعد کے حکم سے علیؑ کی میت
بھی زمین سے نکالی گئی اور چھ ماہ کے بچے کا سر بھی قلم کر کے لُٹک نیزہ پر بلند
کیا گیا۔

مظلوم حسینؑ جب علیؑ کو سپرد لحد کر کے میدان میں آئے
تو علم امامت سے جانا کہ قاصد صغریٰ آیا چاہتا ہے۔ مگر فوجوں کی کثرت
مجھ تک پہنچنے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے اس لئے حسینؑ نے ایک زبردست
حملہ کیا جس حملہ سے دور در تک میدان صاف ہو گیا اور شام کی فوج در کوہ
سے ٹکرا گئی اب قاصد صغریٰ کے لئے راستہ صاف ہو گیا امام حسینؑ کی خدمت میں
قاصد صغریٰ پہنچا امام کو سلام کیا امام نے جواب سلام دیا اس کے بعد قاصد صغریٰ
نے ایک خط اور ایک کرتا امام کے حوالے کیا قاصد نے کہا مولا آپ کی بیٹی نے
زبانی پیغام بھی کہلوا یا تھا پہلا پیغام تو یہ ہے کہ آپ کی بیمار بیٹی نے کہا ہے کہ
اب میرا بھتیجا علیؑ صغریٰ گھٹیوں چلنے لگا ہو گا اس لئے اگر گھٹیوں چلتے چلتے
درخمہ تک آجائے تو میری طرف سے پیار کرنا۔ اور دوسرا پیغام یہ کہا ہے

مجبور ہو کر خون علیؑ صغریٰ نے اپنے چہرہ پر مل لیا اور کہا
اب میں اسی طرح روز حشر نامے ملاقات کروں گا پھر حسینؑ لاشہ خیمے کی طرف
لے کر چلے گئے مگر آگے نہیں بڑھتے یہ کہتے ہوئے پیچھے بیٹے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُوْنَ رِضًا بِقَضَائِہِ وَتَسْلِیْمًا لِأَمْرِہِ۔ سات مرتبہ حسینؑ نے ایسا ہی عمل انجام
دیا جسے ہم روز عاشورہ بجالاتے ہیں حسینؑ خیمے کے پاس جانے کے لئے اس لئے
تردد میں ہیں کہ علیؑ صغریٰ کو پانی پلانے کے لئے لائے تھے مگر علیؑ صغریٰ شہید ہو گئے
آخر اب رباب کو جواب کیا دیں گے۔ اس کشمکش میں حسینؑ درخمہ آئے آواز دی
ام رباب۔ اپنے بچے کو لے جا جناب رباب سے پہلے جناب سکینہؑ انیں اور کہا
بابا آپ بھتیجا کو پانی پلا لائے اور میں پیاسی کی پیاسی رہ گئی لیکن جب حسینؑ
نے علیؑ صغریٰ کو سکینہؑ کی گود میں دیا بہن نے بھائی کا چھدا ہوا گلا دیکھا
تو سکینہؑ نے اک چیخ ماری اور کہا اماں۔ بھتیجا مر گیا۔ بہن کر رباب آگئیں اور
بچے کو گود میں لے کر پیار کرنے لگیں لبوں کو چوما۔ پیشانی کا بوسہ لیا اور جب ماں
کی ماتا ترپٹی تو کہا میرے لال علیؑ صغریٰ تمہارے سن کے تو جانور بھی ذبح نہیں
ہوتے مگر ہائے تم شہید کر دیئے گئے۔

بیبیوں کے دیدار آخر کے بعد حسینؑ بچے کو لے کر پشت خیمہ
پر آئے بائیں لبوں میں لاشہ کو سنبھالا اور داہنے ہاتھ سے ذوالفقار کے ذریعہ
قبر کھودنا شروع کیا زمین تپ رہی تھی کہ امام نے اصغرؑ کا لاشہ جلتی زمین پر نہیں
رکھا۔ قبر کھودتے ہوئے دفعتاً ذوالفقار سے روکنے کی آواز آئی صاحب ذوالفقار
کے بیٹے نے پوچھا اسے بابا کی ذوالفقار تو رد کیوں رہی ہے ذوالفقار سے آواز
آئی مولا میرا کام تو دشمنوں کو قتل کرنا تھا میں یہ نہیں جانتی تھی کہ کربلا میں
اگر چھ ماہ کے بچے کی قبر بھی کھودنا ہوگی۔ بالآخر حسینؑ نے علیؑ صغریٰ کو سپرد

نوح

میرے اصفہ ہائے اصفہ

ماں یہ کہتی تھی ننھی لحد پر
میرے اصفہ ہائے اصفہ
مرگئے تیرے گردن پر کہا کر
میرے اصفہ ہائے اصفہ

تجھ کو پردیس میں موت آئی
ننھی یہ مجبور غم کی ستائی
دے سکی نہ کفن تجھ کو مادر
میرے اصفہ ہائے اصفہ

خط وطن سے یہ صغریٰ نے لکھا
کیسا ہے میرا ننھا سا بھینا
گھٹینوں چلتا ہو گا برادر
میرے اصفہ ہائے اصفہ

کھر ہے سنان دل ہے پریشاں
کس سے پہلاؤں میں دل کو اماں
بھیج دو میرے اصفہ کو مادر
میرے اصفہ ہائے اصفہ

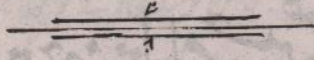
جھولا آستہ کر کے پیہم
اس تصور میں رہتی ہوں ہردم
آکے جھولے گا میرا برادر
میرے اصفہ ہائے اصفہ

رن میں چھایا ہے ہر سواند میرا
تم ہو سنان جنگل میں تنہا
تیرے لینے کو آئی ہے مادر
میرے اصفہ ہائے اصفہ

کہ جو کرتا میں بھیج رہی ہوں یہ میں نے بڑی تمناؤں سے علی اصفہ کے لئے تیار
کیا ہے اسے علی اصفہ کو پہنا دیجئے گا امام نے قاصد صغریٰ کا ہاتھ پکڑا اور قبر
علی اصفہ پر لے آئے پہلے تو قاصد صغریٰ کا بھیجا ہوا کرتا قبر علی اصفہ پر رکھا اور
قاصد سے فرمایا

جو شیر خوار کی تجھ کو تلاش ہے بھائی
یہ دیکھ لے علی اصفہ کی تلاش بھائی

۱۲
 لیٹی تربت سے بانوئے پر غم
 اب کہاں تم کو پائے گی مادر
 بیٹ کے سر کو کہتی تھی اعظم
 میرے اصفہ ہائے اصفہ



۷
 یہ بھی لکھا ہے دکھیا بہن نے
 پیار کرنا گئے سے لگا کر
 چو منا منہ کو میری طرف سے
 میرے اصفہ ہائے اصفہ

۸
 کر گئے میری آغوش ویراں
 تیرے غم میں جیسے گی نہ مادر
 پیار کس کو کرے دکھ زدہ ماں
 میرے اصفہ ہائے اصفہ

۹
 جھولا خانی ہے کس کو جھلاؤں
 تم تو سوتے ہو تربت کے اندر
 لوریاں دے کے کس کو سلاؤں
 میرے اصفہ ہائے اصفہ

۱۰
 جب وطن جاؤنگی میرے بیٹا
 پوچھنے گی ہے کہاں میرا اصفہ
 سب کی گودی کو دیکھے گی منویں
 میرے اصفہ ہائے اصفہ

۱۱
 جب جواں ہوتے دولہا بناتی
 رہ گئے دل کے ارماں بچل کر
 سر پہ پھولوں کا سہرا چڑھاتی
 میرے اصفہ ہائے اصفہ

۱۲
 آؤ تجھ کو گلے سے لگا لوں
 چین پاؤ گے تربت میں کیونکر
 اپنے سینے پہ تجھ کو سلا لوں
 میرے اصفہ ہائے اصفہ

۱۳
 قید سے جھپٹ کے آئی ہوں بیٹا
 ہائے کس کو پہنائے یہ مادر
 لائی ہوں خوں بھرا تیرا کرتا
 میرے اصفہ ہائے اصفہ

امام نے شانہ ہلا کر بیدار کیا سید بجاوے اٹھنا چاہا مگر کزوری کی دھڑ سے اٹھ نہ سکے۔ تو جناب زینبؓ نے بڑھ کر سہارا دیا جب بیٹے کی نظر امام حسینؑ پر پڑی تو سید بجاوے پہچان نہ سکے۔ اس نے کہ تیردوں میں چھپے ہوئے تھے امام نے فرمایا بیٹا بجاوے اب میں رخصت آخر کے لئے تمہارے پاس آیا ہوں بیٹا اب تم امام کو وقت ہوا ہمارے تمہارے حوالے ہیں۔ یہ سن کر سید بجاوے پوچھا بابا جان میرے چچا عباس کہاں ہیں زینبؓ نے جب اس سوال کو سنا تو رد نے لگیں اور اپنے بھائی کی طرف دیکھنے لگیں کہ میرا بھائی اس نازک سوال کا جواب کیا دیتا ہے۔ اس لئے امام حسینؑ شہادت عباس کو چھپائے ہوئے تھے مگر اب حیثیت نہ کرتے نہ فرمایا بیٹا سب متبہ رہ چکا عباس شہید کر دیئے گئے یہ سن کر سید بجاوے اتار دو کہ بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو سید بجاوے پوچھا میرا بھیا علی کبریا کہاں ہے میرا قاسم کہاں ہے بابا یہ آپ کے بیٹے خون میں رنگین کیوں ہیں تو امام نے فرمایا

اس واسطے کہ پڑے یہ مرے خون میں بھر گئے
دم توڑ کے یہ سب مری گود کی میں سر گئے

اے بیٹا تمہارا چھوٹا بھائی بھی بے رحم ملہ کا نشانہ ہو گیا محقر یہ کہ مردوں میں میرے اور تمہارے علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہا اور اب میں بھی مرے گئے لے جا رہا ہوں یہ سن کر سید بجاوے زینبؓ سے کہا پھر بھی اماں مجھے ایک تلوار اور عصا دیدیجئے حضرت زینبؓ نے کہا بیٹا عصا اور تلوار لے کر کیا کر دے گا پھر بھی اماں عصا پر تکیہ کروں گا اور تلوار سے جہاد کر کے بابا کو بچاؤں گا یہ سن کر امام نے فرمایا بیٹا تم بیمار ہو اور بیمار سے جہاد ساقط ہے۔ بیٹا۔ ہواؤں اور میتیم بچوں کا خیال رکھنا اور جب فتنہ شام سے چھوٹ کر مدینہ جانا تو میرے شیعوں کو

مجلس

شہادت حضرت امام حسینؑ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن الحکیم۔
اِنَّ الْاٰیٰتِیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ بِرُودِ دُکَا رَعَالَمِ فَرَّانِ حَکِیْمِ مِیْنِ اَرْسَادِ مَلٰئِکَہِ
ہے کہ اللہ کے نزدیک دین بس اسلام ہے اسی دین کی نشر و شاعت کے لئے اللہ نے اپنے حبیب کو آخری رسول بنا کر بھیجا سر زمین عرب پر مبعوث برسات کیا رسول نے اپنی بیسی سالہ تبلیغی زندگی میں تمام اصول دین اور فروع دین امت تک پہنچائے مگر رسولؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی دین کے اصول و فروع میں ترمیم و تلمیح کی جانے لگی یہاں تک کہ جب یزید تخت پر بیٹھا تو رسالت و وحی کا مذاق اڑانے لگا دین اسلام کو خطرے میں دیکھ کر حسینؑ چھوٹا سا قافہ لیکر ہجرم سلمہ کو کر بلا آگئے اور دس محرم کو دین کی بقا کے لئے عظیم ترین قربانیاں راہ خدا میں پیش فرمائیں یہاں تک کہ علی اصغرؑ کو دفن کرنے کے بعد اب خود حسینؑ مظلوم اپنی شہادت کا عظیم نذرانہ بارگاہ خالق میں پیش کرنے کے لئے تیار ہوئے تو آخری رخصت کے لئے فیض میں آئے۔ ساری بی بیوں نے امام کو اپنے حلقہ میں لے لیا امام حسینؑ غائب بیمار کے خیمے میں آئے بیمار بیٹا شمس میں پڑا ہوا تھا

ہو جائیے

نہ آسرا تھا کوئی شاہ کربلائی کو
فقط بہن نے کیا تھا سوار بھائی کو

امام گھوڑے پر سوار ہوئے۔ مگر ذوالجناح آگے نہیں بڑھتا۔ حسین

نے کہا اے اے سپ دنا دار یقیناً تو بھی بھوکا پیاسا ہے۔ مگر یہ آخری خدمت ہے۔ یہ سن کر ذوالجناح نے گردن جھکا لی حسین نے جھک کر دیکھا تو سکینہ گھوڑے کی سموں سے لپٹی ہوئی ہے۔ کہا بابا جو بھی مقتل میں گیا وہ داپس نہیں آیا بابا مقتل میں نہ جاؤ میں کسی میں میم ہو جاؤنگی۔ حسین نے کچھ سمجھایا تو سکینہ نے کہا بابا اب نہ رد کوں گی مگر میرے اچھے بابا ایک بار مجھے اپنے سینے سے لگا لو۔ حسین گھوڑے سے اترے کربلا کی پتھر پر لیٹ گئے سکینہ کو سینے سے لگایا پیار کیا اور کہا بیٹی سکینہ دقت کم ہے خیمے میں داپس جاؤ بالی سکینہ نے کہا بابا اتنا اور بتا دو کہ میں جب تک آپ کے سینے پر نہ سوتی تھی مجھے نیند نہ آتی تھی بابا اب جو رات آئے گی تو میں کس کے سینے پر سوؤں گی کہا بیٹی اب آج سے طریقہ بدل جائیگا اب اصغر میرے پاس سوئے گا اور تم ماں کے پاس سونا۔

اس کے بعد حسین میدان کارزار میں آئے تین دن کے بھوکے پیاسے نے اس طرح جنگ کی کہ شام نا فوج در کوڑے ٹکرا گئی۔ حسین جنگ میں مصروف تھے کہ جبرئیل میدان کربلا میں آئے اور حسین پر اپنے پردوں کا سایہ کر دیا امام کو کچھ ٹھنڈک محسوس ہوئی تو آسمان کی طرف نظر کی اور کہا اے سایہ کرنے والے تو کون ہے۔ کہا مولا میں آپ کا خادم جبرئیل ہوں امام نے فرمایا اے جبرئیل اپنے پردوں کا سایہ بٹالو اس لئے کہ یہ امتحان کا وقت ہے۔

عزادارد۔ حسین کی جنگ سے فوج یزیدی میں ایک بھگ

میرا سلام کہہ دینا اور کہہ دینا کہ میرے شیعوں! جب کبھی ٹھنڈا پانی پینا تو میری پیاس کو یاد کر لینا۔ اس کے بعد جناب زینب سے فرمایا بہن میرے لباس کا صندوق لے آؤ زینب صندوق لائیں امام نے ایک لباس نکالا جسے جگہ جگہ سے چاک کر ڈالا جناب زینب نے اس لباس کے پہننے کا سبب پوچھا کہا بہن میں نے بوسیدہ لباس اس لئے پہننا تاکہ دشمن اس لباس کو بیکار سمجھ کر میرے بدن سے نہ اتارے اور لاش کو عرباں نہ کرے پھر ثنائی زہرا نے فرمایا بھئی مجھے اس وقت ان کی ایک وصیت یاد آئی امان نے فرمایا تھا کہ جب حسین رخصت آخر کو آئے تو گلے کے بوتے لینا کہ جہاں شمر کا خنجر چلے گا چنانچہ زینب نے بوسہ گاہ نبوی کے بوسے لئے پھر امام حسین نے جناب زینب کے شانوں سے چادر ہٹا کر بوسے لئے جناب زینب نے فرمایا ما بھائی اس کا کیا سبب ہے۔ کہا بہن۔ میری شہادت کے بعد ان بازوؤں میں رس باندھی جائے گی پھر نہ پایا یا اختاہ لا تفسی فی نافلۃ الیل اس میری بہن مجھے نازتیب میں بھول نہ جانا تہجد کی دعاؤں میں مجھے یاد رکھو۔

پھر امام نے خیمے سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا رومی کہتا ہے کہ جب امام خیمے سے باہر نکلنا چاہتے ہیں تو بی بیایا دامن سے لپٹ جاتی ہیں یہاں تک کہ خیمے کا پردہ سترہ بار اٹھا اور گرا۔ اس کے بعد

شہید برآمد ہوئے یوں خیمے کے در سے

جس طرح نکلتا ہے جنازہ بھرے گھر سے

جب امام خیمے سے باہر نکلے تو سوار کرنے والا کوئی نہ تھا رکاب تھا والا کوئی نہ تھا امام نے مقتل کا رخ کیا اور آواز دی 'عباس' 'قاسم' 'علی اکبر کہا ہو' آؤ۔ ہائے مجھے سوار کرنے والا کوئی نہیں رہا۔ زینب سی بہن سے بھائی کی یہ غربت دیکھی نہ لگئی فرمایا ما بھائی زینب رکاب تھامتی ہے آپ سوار

نے آنکھ کھولی۔ کہا بھوکھی اماں خیمے کا پردہ اٹھائیے خیمہ کا پردہ اٹھا تو بابا کا سر نوک نیزہ پر بلند دیکھا کہا السلام علیک یا ابا عبد اللہ السلام علیک یا بن رسول اللہ۔

ہوئی تھی امام فرماتے تھے کہاں بھاگتے ہو تم نے مرے علی اکبر کو مار ڈالا ظالموں تم نے مرے عباس کو مار ڈالا، میرے بچپن کے دوست حبیب کو مار ڈالا جیئن جنگ کرتے ہوئے لٹیک تک آگئے جہاں عباس کا لاشہ تھا حسین نے درو بھری آواز میں کہا بھیا عباس سے

یہ جسے نہ دیکھے یہ صف آرائی نہ دیکھی

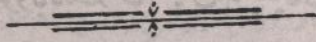
انفوس کہ تم نے مری تنہائی نہ دیکھی

حسین مسلسل حملے پر حملے کر رہے تھے کہ آواز قدرت الی اے حسین اب تلوار نیام میں رکھ لو اب وعدہ طفلی کو پورا کر دو تلوار کا نیام میں رکھنا تھا کہ دشمنوں نے چاروں طرف سے امام کو گھیر لیا۔ ایک پتھر پشانی پر لگا ایک تیر حسین اقدس پر لگا سینہ اقدس پر زہر میں بچھا ہوا تیر لگا پہلو میں ایک ظالم نے ایک نیزہ مارا اب حسین گھوڑے پر سنبھل نہ سکے۔ منہ کے بل زمین پر گرے زمین پر گرنا تھا کہ کچھ اشتیاء آگے بڑھے ایک نے داہنے ہاتھ پر تلوار ماری دوسرے نے بائیں ہاتھ پر تلوار کا وار کیا ایک ظالم نے حسین کے گلے پر تیر مارا ایک ظالم نے حسین کے سر پر تلوار ماری حسین مجھڑے میں گئے۔ شمر خنجرے کر بڑھا اور بارہ ضربوں میں سر حسین قلم کر دیا حسین کا سر کٹ گیا زمین کو زلزلہ آگیا۔ آسمان سے خون کی بارش ہوئے لگی فرات کا پانی نیزوں اچھلنے لگا۔ لوگوں نے بدن میں لپکی آگئی۔ سورج کو گھن لگ گیا۔ منادی نے ندا دی الا قتل الحسین بکر بلا آکا ذبح الحسین بکر بلا۔ ذوالجناح نے اپنی پیشانی خون میں تر کر اور خیام حسین کی طن جب سینہ نے دیکھا ذوالجناح آیا ہے بابا نہیں آئے ذوالجناح بائیں کٹی ہیں۔ زمین ڈھلا ہوا ہے۔ سکینے نے کہا بائے بابا تم شہید کر دیئے گئے ہیں کسفی میں یتیم ہو گئی۔ حضرت زینب سید سجاد کے خیمے میں آئیں کہا بیٹا ذرا اُنھیں کھو لو۔ دیکھو کیا قیامت آگئی ہے۔ سید سجاد

۱۰

سر مانگنا شہیدوں کے جا کر نیرید سے
در بار میں جوشام کے جانا مری بہن

کہنا کی بھوکا پیا سا نواسہ ہوا شہید
رد صنف پہ جب کہ نانا کے جانا مری بہن



نوحہ

شہ بولے جب وطن میں بچا نا مری بہن
صنتری کو تم گلے سے لگنا مری بہن

۲ پوچھیں جو آکے اہل مدینہ مری خبر
کرنا بیان میرا فسانہ مری بہن

۳ کر لیں اسیر تم کو جو یہ بانی ستم
بے عذر قید خانہ میں جانا مری بہن

۴ چادر اتاریں سر سے تمہارے جوا شقا
بالوں سے منہ کو اپنے چھپا نا مری بہن

۵ نیچے میں آکے آگ لگاؤں جو اہل کیں
الطہرم کی جان بچا نا مری بہن

۶ میں اور اہل کوفہ سے پانی طلب کروں
اللہ سے انقلاب زمانہ مری بہن

۷ زینب نصیب ہو تمہیں عانا گر کہیں
کنہ کو پہلے نذر دلا نا مری بہن

۸ کس بہت ہے بانی سکینہ سے ہوشیار
اعدا کے شر سے اس کو بچا نا مری بہن

۹ ردے جو میرے سینے پہ سونے کی واسطے
سینے پہ اس کو اپنے سلا نا مری بہن

سجاد ایسے وقت میں کوئی بھی سوتا ہے

لاشہ تمہارے باپ کا پا مال ہوتا ہے

لاشہ کی پامالی کے بوجھ میںوں کے سردوں سے چادریں چھین لی گئیں
سکینہ کے عیدی گوہر شہرے اس طرح سے اتارے کہ کان زخمی ہو گئے۔ پھر خیموں میں آگ
لگا دی گئی ایک خیمہ جلتا تھا تو بیسیاں دوسرے خیمے میں چلی جاتی تھیں یہاں تک
کہ سید سجاد جس خیمے میں تھے آگ کے شعلے وہاں تک پہنچ گئے۔ رادی کہتا ہے کہ میں
نے دیکھا کہ ایک بی بی انھیں آگ کے شعلوں میں غائب ہو گئیں۔ اور ایک بیمار دلاغر کہ
جلتے ہوئے شعلوں کے درمیان سے اٹھلا میں یقیناً یہ کوئی اور بی بی نہ تھی یہ ہماری شہزادی
حضرت زینب تھیں اور وہ بیمار دلاغر ہمارے امام سید سجاد تھے۔

آگ کے شعلے اس طرح بلند تھے کہ سکینہ کے ڈاٹھن آگ لگ
گئی سکینہ میدان کی طرف دوڑیں رادی کہتا ہے کہ میں اس بچی کے قریب آیا اور آگ
بجھائی تو بچی نے کہا اے شیخ جہاں تو نے میرے کرتے کی آگ بجھائی ہے وہیں بجھ کا
راستہ بھی بتا دے میں نے کہا بی بی تم بجھ جا کر کیا کرو گی۔ کہا وہاں کائنات کے
مشکل کشاد میرے دادا کا مزار ہے میں جا کر ان مظالم کی فریاد کروں گی۔ ان
مظالم کا سلسلہ جاری تھا کہ سورج کو شہ مغرب میں چھپ گیا۔

کر بلا کے بن میں شام غریباں آگئی میتوں کی شام، یواؤں
کی شام، شب عاشور تک سردوں پر چادریں تھیں شام غریباں آئی تو سردوں پر
چادریں نہیں ہیں۔ شب عاشور تک عباس زین العابدین کا اسم دعوت دہندہ تھے۔ مگر
شام غریباں آئی تو یہ بہادران اسلام سر کو کٹائے سو رہے تھے۔

شام غریباں میں سید سجاد نے سجدے میں سر رکھا تو ساری رات
بجودہ شکر میں گزار دی۔ شام غریباں آئی تو سکینہ کو بابا کا سینہ یاد آیا مقل کی طرف

مجلس

شام غریباں

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال الحسین علیہ الصلوٰۃ والسلام

مَشِیْعَتِي مَا اِنْ شَرِّتُمْ مَا وَعَدَ ذَكَرُوْنِي
اَوْ سَمِعْتُمْ لَغْرِيْبٍ اَوْ شَهِيدٍ مَا نَدُوْنِي

عزاد اور احسین نے کر بلا کے میدان میں اپنے شیعوں کو
آواز دی ہے کہ اے میرے چاہنے والو جب تم ٹھنڈا پانی پینا تو میری پیاس کو
یاد کر لینا اور جب کسی غریب یا شہید کا حال سنا تو میرے اوپر آنسو بہانا۔

یہ امام حسین کی وصیت ہے کہ جب کسی غریب کی غربت و مصیبت
سنیں تو حسین کی غربت کو یاد کریں ان کی غربت کا ذریعہ عالم ہے کہ ان کے اہلیت
پر ایک شام ایسی آئی کہ جس کا نام ہی شام غریباں پڑ گیا۔

کر بلا کے میدان میں جب حسین شہید کر دیے گئے اور سختی کا
ہو گیا تو ظالموں نے شہداء کے لاشوں کی پامالی کا ارادہ کیا اور حسین غریب
کا لاشہ بڑی بے دردی سے پامال کیا جانے لگا زینب سچی بہن بے قرار ہو گئی
سید سجاد کے خیمے میں آئیں شانہ بلایا اور کہا

بابا کی تلاش میں آئیں بابا کا سینہ ملا تو سکینہ کو نیند آگئی ادھر حضرت زینب نے ام کلثوم سے فرمایا کہ بھیا نے وقت آخر کہا تھا کہ اسے زینب میرے بچوں سے خبردار رہنا مجھے کچھ بچے کم نظر آ رہے ہیں چلو تلاش کریں زینب دام کلثوم بچوں کی تلاش میں نکلیں اور مقتل میں آئیں ہر طرف لاسٹے پڑے تھے زینب دام کلثوم انھیں لاشوں کے درمیان سے گذرتی ہوئی ایک جگہ پہنچیں تو کیا دیکھا کہ دو کسین بچے آپس میں لہجہ گیر ہیں زینب نے کہا بہن ام کلثوم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بچے تھک کر آپس میں باہیں ڈال کر سو گئے ہیں آہستہ سے ایک بچے کو اٹھا لو ایک بچے کو میں اٹھا لوں۔ اب جو دونوں بہنوں نے اٹھایا تو بچے پیاس سے مر چکے تھے۔

پھر زینب سکینہ کو تلاش کرتے ہوئے انشعب کی طرف بڑھیں اور کہتی جاتی تھیں میرے بھیا کی امانت سکینہ کہاں ہو بیٹی سکینہ آواز دو۔ گھوٹے حسین سے آواز آئی بہن زینب آہستہ بولو میری سکینہ میرے سینہ پر ابھی ابھی سوئی ہے زینب بھائی کے لاسٹے پر آئیں سکینہ کو جگایا اور کہا بیٹی سکینہ تم نے اپنے بابا کے لاسٹے کو کیونکر بچانا۔ اس لئے کہ لاش میرے بچا ناجاتا ہے یا لباس سے مگر تیرے بابا کے جسم پر نہ لباس ہے نہ سر ہے۔ سکینہ نے کہا بھو بھی اماں۔ جب میں مقتل میں بابا کہتی ہوئی آئی تو انشعب سے آواز آئی لائی یا سکینہ۔ بیٹی سکینہ ادھر آ۔ تیرا بابا انشعب میں سرکٹے سو رہا ہے۔ سکینہ کو جناب زینب نے آئیں۔ جلی ہوئی قنات ہے۔ کرنے کی شہزادیاں راکھ پر بیٹھی ہوئی ہیں۔

عزاد اردا سارے شہیدوں کی پیاس وقت عصر تک ختم ہو گئی اور جام کوثر سے سیراب ہو گئے مگر شام غریباں بھی ابھکی ہے لیکن زینب پیاسی ہے ام کلثوم پیاسی ہے سکینہ پیاسی ہے اور تمام المہرم پیاسے ہیں یہ سچ ہے کہ عصر کے بعد وہ پہرہ جو دریاے فزات پر معین تھا عمر سعد نے وہ پہرہ بٹا

لیا اس لئے کہ جن بہادرؤں کی طرف سے یہ خوف تھا کہ یہ پانی فزات سے نیچے تنگ ہو نچا دیں گے اب وہ عباس نہیں رہے وہ قاسم نہیں رہے وہ علی اکبر نہیں رہے اس لئے اب فزات سے پہرہ بٹالیا گیا اب اختیار ہے جو بیسا چاہے فزات پر جا کر پانی پی سکتا ہے مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ام لیلیٰ علی اکبر کے بعد فزات سے پانی پی لیں ام کلثوم حضرت عباس کے بعد پانی پی لیں۔ ام فروہ قاسم کے بعد پانی پی لیں ارے یہ کیسے ممکن ہے کہ سکینہ علی اصغر کے بعد پانی پی لیں۔

بعض ذاکرین زوجہ حر کے آب و دانہ لانے کی روایت کو اس طرح پڑھتے ہیں کہ شام غریباں میں عمر سعد نے دو تین مشکیں پانی کی اور کچھ بھنا ہوا غلہ زوجہ حر کے ذریعہ روانہ کیا جب جناب زینب نے دور سے روشنی دیکھی تو فرمایا اے اے دالے ہم لٹ چکے ہیں ہم تباہ ہو چکے ہیں۔ حسین کے بچے تھک کر سو گئے ہیں مگر روشنی آگے بڑھتی رہی۔ یہاں تک کہ جب زوجہ حر المہرم کے قریب پہنچی تو کہا شہزادو! خوف نہ کھاؤ میں حر کی زوجہ ہوں کھانا اور پانی لائی ہوں حضرت زینب نے پیسے تو زوجہ حر کو حضرت حر کا پر سر دیا اور کہا بی بی ہم شرمندہ ہیں کہ تیرا شوہر ہمارا مہمان اس عالم میں ہوا کہ جب ہم دو گھوڑے پانی پینے نہ پلا سکے۔ زینب نے جب کھانا اور پانی دیکھا تو جناب سکینہ کو نواب سے بیدار کیا اور کہا بیٹی اٹھو پانی آیا ہے اس کے بعد ایک کوزہ میں سکینہ کو پانی دیا سکینہ نے پوچھا بھو بھی اماں کیا اور بچوں نے پانی پی لیا ہے حضرت زینب نے کہا بیٹی سکینہ تم سب سے چھوٹی ہو اس لئے تمھیں سب سے پہلے پانی دیا گیا ہے یہ سن کر سکینہ مقتل کی طرف چلیں جناب زینب نے کہا بیٹی سکینہ کیاں جاتی ہو کہا بھو بھی اماں سب سے چھوٹا تو میرا بھیا علی اصغر ہے۔ میں پہلے اسے پانی پلاؤں گی۔

زدہمہ حرج داپس ہو گئی تو حضرت زینب پہرہ دینے لگیں۔
ہائے شام غریباں۔ ہائے شب عاشور شب عاشور تک عباس پہرہ دے رہے
تھے شام غریباں آئی تو زینب پہرہ دے رہی ہیں۔

حضرت زینب پہرہ دے رہی تھیں کہ نصف شب کے بعد
دیکھا کہ کوئی نقاب سوار چلا آ رہا ہے۔

علیؑ کی بیٹی نے آواز دی اے سوار حبیبیؑ کے بچے سو گئے ہیں
تجھ لوٹنا ہے تو دن کے اجالے میں آکر لوٹ لینا اتنا کہنے کے باوجود بھی سوار بڑی
تیزی سے بڑھتا رہا اور قریب آگیا اب شیر ذوالجلال علیؑ کی بیٹی کے جلال آگیا
اور کہا اے سوار تجھ سے علیؑ کی بیٹی زینب کہہ رہی ہے کہ واپس چلا جا مگر تو انجھم
کے قریب آگیا اور یہ کہہ کر بجام فرس پر ہاتھ ڈال دیا۔ سوار نے نقاب لٹ
دی اور کہا زینب میں کوئی اور نہیں ہوں تیرا بابا علیؑ مر نضی ہوں دکھیا بیٹی
باپ سے لپٹ گئی اور کہا اب آئے ہو بابا جب اماں کا بھرا گھر اجڑ گیا میرے
اکبر کا سینہ چھلنی چھلنی ہو گیا قاسم کی لاش پا مال ہو گئی بھائی کا سر قلم ہو گیا
نیہوں میں آگ لگائی گئی۔ سردوں سے چادریں چھین لی گئیں۔

نوحہ

۱ اب آئے ہو بابا
زینب نے کہا باپ کے قدموں سے لپٹ کر
جب لٹ گیا پردیس میں اماں کا بھرا گھر
۲ بابا اگر آنا ہی تھا خالق رضا سے
اس وقت نہ آئے
جب خاک پہ دم توڑ رہا تھا میرا اکبر
۳ کٹ کٹ کے گرے نہر پہ جب بازو عباسؑ
اور کوئی نہ تھا پاس
اس وقت صد آپ کو دیتا تھا دلاور
۴ جب فرش زمیں بام فلک لرزہ فشاں تھے
اس وقت کہاں تھے
جب باپ کے چلو میں تھا خون علیؑ اصغرؑ
۵ جب بھائی کا سر کٹا تھا میں دیکھ رہی تھی
حضرت کو صدای
سر کھولے ہوئے ردت تھی میں خیمے کے درپر
اب آئے ہو بابا

مجلس اسیری المحرم

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن
الرحیم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حَسْبُنَا اللَّهُ وَنَا هُوَ الْحَمِیدُ

محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا
ارشاد اقدس ہے کہ "میرا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں" اس
سے ثابت ہوا کہ حسین کو اذیت دینا رسول اللہ کو اذیت دینا ہے۔ مگر انیسویں
رسول کا حکم پڑھنے والوں نے جگر گوشہ رسول پر اپنے مظالم ڈھائے کہ انسان
کو انسان جانور تک حسین کی مظلومیت پر گریہ دینا کرتے ہیں۔

چنانچہ منقول ہے کہ گیارہ محرم کو امام ثامن دضامن حضرت
امام علی رضا علیہ السلام ایک راستے سے گزر رہے تھے کہ دیکھا ایک شکاری
ایک ہرنی کے چار دبا تھ پیر باندھے کندھے پر لے جا رہا ہے جب شکاری امام
کے قریب پہنچا تو ہرنی کی نظر امام پر پڑی تو ہرنی نے کہا اے میرے مولا
یہ شکاری مجھے گرفتار کر کے لے جا رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ذبح کر دے گا اور
میرے دوشیر خوار بچے ہیں میں صبح سے اپنے دونوں بچوں کے لئے آبِ ودانہ کی
تلاش میں نکلی تھی کہ اس شکاری نے مجھے گرفتار کر لیا جس کی وجہ سے میں

جب لوگ بچالے گئے لاشے شہداء کے
بس اک تن شیر تھا پامالی کی زد پر
حق اپنا جتا کے
اب آئے ہو بابا

جب شام کے فزاق ہیں لوٹ رہے تھے
آپ آگے ہوتے تو نہ چھتی مری چادر
نہوں کو جلا کے
اب آئے ہو بابا

جب بالی سکنے کے گھر چھینے گئے تھے
حسرت سے مجھے دیکھتی تھی بانوئے مضطر
لگتے تھے طمانچے
اب آئے ہو بابا

کیا آپ نے فردوس سے یہ دیکھا نہ ہوگا
جب پشت سے بیمار کی کھینچا گیا بستر
کیا حشر تھا برپا
اب آئے ہو بابا

اک رات کے مہمان ہیں پھر قید سلاسل
بازار میں ہم جمع کو جائیں گے کھلے سر
اب سخت ستم نزل
اب آئے ہو بابا

شاہدِ رخِ حیدر پہ بکھر جاتے تھے آنسو
جلائی تھی زینب میرے بابا مری چادر
جب کھول کے گیسو
اب آئے ہو بابا

اپنے بچوں کو دودھ نہ پلا سکی۔ اے مولا ماں کی محبت بے چین کئے ہوئے ہے
 آپ اپنی ضمانت پر اس شکاری سے مجھے صرف دو گھڑی کے لئے رہا کر دیجئے
 تاکہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا سکوں۔ دودھ پلا کر میں فوراً یہاں آ جاؤنگی
 امام نے شکاری سے دو گھڑی کے لئے رہا کرنے کو کہا شکاری نے امام کی ضمانت
 پر رہا کر دیا۔ جب دو گھڑی گزر گئی اور سہری نہ آئی تو شکاری نے امام سے کہا کہ
 آپ نے ضمانت لی تھی مگر ہر نی ابھی تک نہیں آئی امام نے فرمایا اے صیاد تو نہ گھبرا
 وہ ابھی آیا چاہتی ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد سہری اپنے دو لڑکوں سمیت امام
 کی خدمت میں حاضر ہوئی امام نے سہری سے تاخیر کا سبب پوچھا سہری نے رد کر
 کہا آج گیارہ محرم ہے اس صحرا میں جانور نہ ملے گا، مگر مجلس غزا پر پناہ کی ہے اور
 حسینؑ غریب کے مصائب پر توجہ دیا تم کر رہے ہیں میں یہ سوچ کر مجلس میں شریک
 ہو گئی کہ جب میں ذبح کر دی جاؤنگی تو مجلس غزا پھر کہاں نصیب ہوگی۔ امام بہن کو
 پیچھا مار مار کر روئے لگے جب شکاری نے یہ جانا کہ یہ آٹھویں امام ہیں تو فوراً قدموں
 پر گر پڑا۔ اور کہا مولا میں سہری کو اس کے دو لڑکوں سمیت آزاد کرتا ہوں۔
 عزا دارو! گیارہ محرم کا دن بہت قیامت کا دن ہے۔
 گیارہ محرم کو یزیدی لشکر جب کہ بلا سے چلنے کی تیاری کرنے لگا تو شمر کچھ اپنی
 سامان لے کر سید سجاد کے پاس آیا اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پیروں میں بیڑیاں
 گلے میں طوق اور کمر میں لنگر ڈال دیا ہائے وہ بیمار امام جو روز عاشورا سقد کمزور
 اور مجبور تھا کہ بستر سے بغیر سہارے کے اٹھنا نہ تھا۔ اسے شمر نے لوہے میں جکڑ دیا
 اور ادنٹ کی برہنہ پیٹھ پر سوار ہونے پر مجبور کیا سید سجاد ادنٹ پر سوار ہوئے
 مگر بیماری اور کمزوری کی وجہ سے پیٹھ نہ سکتے تھے تو شمر نے سید سجاد کے دونوں
 پیر ادنٹ کی پشت سے باندھ دیے۔

پھر بھی سنگدل شمر کچھ بے کجادہ ادنٹوں کو لئے ہوئے انحرام کے
 پاس آیا اور کہا اب قافلہ یہاں سے روانہ ہو رہا ہے تمہیں بھی یہاں سے ہمارے
 ساتھ چلنا ہے۔ تم سب اٹھو میں سوار کر دوں۔ علیؑ کی غیرت دار بیٹی نے شمر کو جھڑک کر
 کہا اے شمر ہم نبی کی لڑائیاں میں نا محرم نہیں ہاتھ نہیں لگا سکتے شمر ہٹ گیا زینبؑ آگے
 بڑھیں اور آواز دی بھابھی رباب آؤ میں سوار کر دوں۔ بھابھی ام فروہ آؤ میں سوار
 کر دوں۔ ام لیلیٰ آؤ سوار کر دوں۔ رقیہ آؤ سوار کر دوں۔ اے میری
 بیٹی سکینہ تم بھی آؤ سوار کر دوں۔ سب سے آخر میں فضہ کو آواز دی سب
 کو زینبؑ نے سوار کیا۔ ہائے اب زینبؑ اکیلی رہ گئی زینبؑ کو کوئی سوار کرنے
 والا نہ تھا بس ایک مرتبہ مقتل کا رخ کیا بیٹا علی اکبر آؤ پھر بھی کو سوار کر دو
 بھیا عباس آؤ بہن کو سوار کرو زینبؑ کسی طرح سوار ہو گئیں بعض مورخین
 نے لکھا ہے کہ سید سجاد نے شانہ بڑھایا اور زینبؑ کو ناتہ پر سوار کیا اور جب
 قافلہ روانہ ہوا تو آگے آگے شہیدوں کے سر نوک نیزہ پر بلند تھے صرف حضرت
 ابو الفضل عباسؑ کا سر تھا جو نوک نیزہ پر رک نہ سکا اور اس کی کئی دھبیں تھیں۔ ایک
 وجہ تو یہ تھی کہ غیرت دار عباسؑ ثانی زہرا کو سر پر ہنہ کیسے دیکھتے جناب سکینہ کا سامنا
 کیسے کرتے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ آقا حسینؑ کے برابر نوک نیزہ ہر اپنے
 سر کا ہونا گوارا نہ تھا اس لئے ایک ظالم نے سر عباسؑ گھوڑے کی گردن
 میں لٹکا یا جب گھوڑا دوڑتا تھا تو سر عباسؑ زمین سے ٹکراتا رہتا تھا۔
 انحرام کو مقتل شہداء سے گذارا گیا لاشے بے غسل و کفن کر بلا
 کی جلتی ہوئی زمین پر پڑے ہوئے تھے اسوقت بیویوں میں کہرام مچا تھا۔ سید سجاد نے
 جب اپنے بابا کو بے غسل و کفن لاشے کے دیکھا تو چہرہ دفعتاً متغیر ہو کر سفید
 ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی روح جسم سے پرواز کر جائے گی جناب زینبؑ

میری اماں مجھے اتار لو زینب نے کہا اے شرمیری سکینہ اونٹ پر اکیلی نہ بیٹھ گی۔ شمر عین نے اونٹ بھر بٹھایا اور اونٹ کی نیکی پیٹھ پر سکینہ کو لٹایا اور ایک رسی سے مٹم سکینہ کو اونٹ کی پیٹھ سے باندھ کر جکڑ دیا۔ اونٹ چلا تو اس کی پیٹھ کی رگڑ سے پیاسی سکینہ کا سینہ پھیلنے لگا خون ٹپک ٹپک کر زمین پر گرے لگا خون کی کثرت سے اونٹ کی پیٹھ رنگین ہو گئی مگر سکینہ اب اتنا مجبور ہو گئی کہ نہ پھو بھی کو پکار سکتی ہے نہ بھیا کو آواز دے سکتی ہے سکینہ رد رد کے کہہ رہی ہے اے میرے بابا تم تو مجھے اپنے سینے پہ سلاتے تھے اور آج شمر نے مجھے اس طرح رسیوں سے جکڑ کر باندھا ہے کہ میرا سینہ زخمی ہو گیا جب شمر نے دیکھا کہ سکینہ کے جسم سے کافی خون بہہ چکا ہے تو مجبور ہو کر ایک منزل پر قافلہ رد کا سکینہ کو اونٹ سے اتار سکینہ کا کرنا خون میں تر تھا شمر نے کمزور دنا تو اس سکینہ کو زینب کی گود میں دیدیا زینب نے سکینہ کو سینے سے لگا کر کہا بائے اے بٹی سکینہ پھر بھی تری غربت کے نثار کہ مانجائے کی شہادت کے بعد تم پر کوئی رحم کھانے والا نہیں۔

جناب زینب کی نگاہ سید بچاد کے چہرے پر پڑی تو فرمایا بیٹیا یہ تمہارا کیا حال ہے بیٹا کیا جان دے دو گے کہا بھو بھی اماں وہ بیٹا کیسے یہ منظر دیکھے کہ جس کے باپ کا لاشہ بے گور و کفن خبی زمین پر پڑا ہوا اور بیٹا اتنا مجبور ہو کہ دفن بھی نہ کر سکے۔

پھر جب زینب کی نظر بھائی کے لاشہ پر پڑی تو دیکھا کہ جاتی زمین پر اس دھوپ میں بھائی کا لاشہ عریاں پڑا ہوا ہے۔ کہا بھئی یاہ بس کتنی بے بس ہے کہ تمہیں کفن بھی نہ دے سکی۔ کاش میرے سر پر چادر مٹی تو دی لاش پر اٹھا رہتی۔

غزا دارد اگیا رہ محرم کو سکینہ پر یہ بھی ظلم ہوا کہ وافہ قتل گاہ سے حقوڑی دور چلا تھا کہ شمر کچھ فوجی لڑکوں کو لے ہوئے الحرم کے پاس آیا اور کہا سنا ہے کہ ان امیروں میں حسین کی وہ بیٹی بھی ہے کہ جس سے حسین بہت محبت کرتے تھے اور وہ بیٹی باپ کے سینے پر سویا کرتی تھی سید بچاد نے کہا وہ بھی میری بہن سکینہ ہے۔ جو اپنی بھو بھی کے اونٹ پر بیٹھی ہوئی ہے۔ تب شمر نے کہا ہر اونٹ پر دو دو فیدی سوار ہو سکتے ہیں مگر چونکہ حسین سکینہ سے بہت محبت کرتے تھے اس لئے سکینہ کو اونٹ پر اکیلا بٹھلا جائے گا۔ اس کے بعد سکینہ کو زینب سے چھین لیا گیا اور پانچ برس کی مٹیم سکینہ کو اونٹ پر اکیلا بٹھلا گیا۔ جب سکینہ کو اونٹ پر اکیلا بٹھلا گیا تو سکینہ نے ٹھٹھے ٹھٹھے ہاتھ بھیلے اور کہا بھو بھی اماں میں اکیلی نہ چھوڑی گی مجھے اتار لو۔ جب شمر نے یہ دیکھا کہ سکینہ ہاتھ بھیل کر فریاد کر رہی ہے تو اونٹ بٹھلا کر سکینہ کے ہاتھ رسیوں سے باندھ دیئے سکینہ

التجاری سن لوشہ کے ساتھ اٹھو
لو سلام زینب کا قید ہو کے جاتی ہوں

۱۰ رن میں بنت زہرا کی یہ صدا منور تھی
غم لئے بہتر کا قید ہو کے جاتی ہوں

لوخہ

۱ لوحہ تقابہ زینب کا قید ہو کے جاتی ہوں
لٹ گئی مری دنیا قید ہو کے جاتی ہوں

۲ چل بسا مرا بھائی میں ہوں اور تنہائی

کوئی بھی نہیں اپنا قید ہو کے جاتی ہوں

۳ ابن ساقی کوثر دوزن ہاتھ کٹوا کر۔

سو گئے لب دریا قید ہو کے جاتی ہوں

۴ مجھ کو ناز تھا جس پر ہم شبیہ پیسہ

وہ بھی اب نہیں زندہ قید ہو کے جاتی ہوں

۵ قتل ہوگیا دودھ لٹا دبا خون میں سہرا

رانڈ ہو گئی کبریٰ قید ہو کے جاتی ہوں

۶ جلتی ریت پر اصفہ نیند کیسے آئے گی

تپ رہا ہے بن سارا قید ہو کے جاتی ہوں

۷ جب سے چل گئے خیمے سبھے ہیں بچے

ظلم کرتے ہیں اعدا قید ہو کے جاتی ہوں

۸ تشنہ لب سکینہ سے دکھ سہے نہیں جاتے

کس کو دودھ اٹھایا قید ہو کے جاتی ہوں

مجلس

دفن شہداء

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ
الرحمن الرحیم۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن الحکیم
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أَحْيَاءٌ وَعِنْدَ
رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔

ارشاد رب العزت ہے کہ ہرگز ہرگز نہ سوچنا کہ راہ خدا
میں قتل ہونے والے مردہ ہیں بلکہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کی طرف
سے رزق پاتے ہیں۔ اسلام و شریعت کی خاطر جان دینے والا شہید ہوتا ہے
شہید کے لئے اگرچہ یہ گنجائش ہے کہ جو لباس وہ وقت شہادت پہننے ہوئے ہو
وہی اس کا کفن ہے۔

مگر افسوس صد افسوس کہ ظالموں نے حسین کے تن آدمی

سے لباس تک اتار لیا۔

بخاری ۲ مجرم سید کو جب قافلہ حسینی زمین کر بلا
پر وارد ہوا تو امام حسین نے غیموں کے لصب کرنے کا حکم دیا اس کے
بعد یہاں کے زمینداروں کو بلا یا مردوں کے ساتھ ساتھ قبیلہ بنی اسد

کی عورتیں اور بچے بھی خدمت امام میں آئے۔ امام نے ان سے فرمایا کہ ہمارا ارادہ
ہے کہ ہم اس سرزمین کو آباد کریں۔

میں اس زمین کو تم سے خریدنا چاہتا ہوں۔ بنی اسد نے
کہا فرزند رسول آپ ہرگز یہاں آباد ہونے کا ارادہ نہ کریں۔ اس لئے کہ ہم نے
اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جو بھی دلی خدا یہاں آیا ہے اسے تکلیف ضرور پہنچی
ہے۔ امام نے فرمایا خدا کی مصلحت یہی ہے کہ ہم اس زمین کو آباد کریں ساٹھ ہزار
دینار میں زمین کر بلا کو امام نے بنی اسد سے خرید لیا۔ اور پھر تین شرطوں پر وہ
خریدی گئی تھی زمین بنی اسد کو مہر کر دی۔ پہلی شرط یہ تھی کہ جب ہمارے دشمن ہیں
شہید کر دیں اور ہمارے لاشوں کو بے غسل و کفن زمین پر چھوڑ جائیں تو تم ہمیں
دفن کر دینا۔

دوسری شرط یہ ہے کہ جب ہمارا کوئی زائر یہاں آئے
تو ہماری قبروں کے نشان بتا دینا۔

اور تیسری شرط یہ ہے کہ ہمارے زائرؤں کو تین دن اپنا
مہمان رکھنا۔

جب امام بنی اسد کے مردوں سے یہ شرطیں بیان کر چکے تو
بنی اسد کی عورتوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اگر ابن زیاد کے خوف سے
تمہارے مرد ہمیں دفن نہ کر سکیں تو تم اپنے مردوں کو غیرت دلانا اور ہمارے
لاشوں کو غیرت دلا کے دفن کر دینا۔ اور پھر بنی اسد کے بچوں سے مخاطب
ہوئے اور فرمایا اگر تمہارے ماں باپ تین دفن کرنے پر تیار نہ ہوں تو تم
کھینچے کھینچے یہاں چلے آنا اور ایک ایک ممٹی خاک ڈال کر ہماری لاشوں کو
چھپانا دینا۔

جب بنی اسد قتل گاہ میں آئے تو کیا دیکھا کہ شہیدوں کی لاشیں خاک و خون میں غلطاً پڑی ہوئی ہیں بنی اسد فرزند رسول کی لاش کی تلاش میں پریشان تھے کہ کیا دیکھا کہ کونے سے ایک گرد نمودار ہو رہی ہے یہاں تک کہ وہ سوار مقتل میں آیا بنی اسد نے اس سوار کو غور سے دیکھا تو ہاتھوں میں تھکڑیوں کے نشان پیروں میں بیڑیوں کے نشان اور گلے میں طوق کا نشان تھا سوار نے مقتل میں پہنچ کر کہا۔ السلام علیک یا ابا عبد اللہ۔ السلام علیک یا بن رسول اللہ۔ اے بابا آپ کا بیمار بیٹا آپ کو دفن کرنے کے لئے آیا ہے۔ اب بنی اسد کو معلوم ہوا کہ یہ امام دقت زین العابدین ہیں تو آکر قدموں پر گر پڑے۔ ام زین العابدین نے پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے۔ بنی اسد نے کہا مولا ہم شہیدوں کی لاشوں کو دفن کرنا چاہتے ہیں مگر سردار قافلہ حسین ابن علیؑ کے لاشہ کا پتہ نہیں چلتا امام نے فرمایا اے بنی اسد خدام کو جزائے خیر دے۔ آؤ دفن شہداء میں میری مدد کرو۔ لیکن فرزند رسول کا لاشہ میں خود دفن کروں گا اس لئے کہ امام کی لاشوں کو امام ہی دفن کرتا ہے امام سجاد بنی اسد کو لے کر ایک نشیب میں آئے امام نے قبر کا نشان بنا کر قبر کھودنے کا حکم دیا۔ ابھی تھوڑی سی مٹی ہٹائی تھی کہ بنی اسد تیار شدہ قبر دکھائی دی۔ جس پر پتھر رکھا ہوا تھا اور اس پر پتھر پر تھا ہذا قبر الحسین ابن علیؑ یہ قبر حسین ابن علیؑ کی ہے۔ بنی اسد نے بڑی کوشش کی مگر وہ پتھر نہ ہلا سکے۔ تب امام زین العابدین نے اعجاز امامت اس پتھر کو ہٹایا اور لاش امام و فنانے کا ارادہ فرمایا تو دوبارہ قبر کے سامنے سے برآمد ہوئے جو رسول اللہ کے ہاتھ سے مشابہ تھے اور دوبارہ پائنتیں برآمد ہوئے جو فاطمہ زہرا کے ہاتھ سے مشابہ تھے۔ قبر سے آواز آئی بیٹا سجاد میرے فرزند کو لاؤ امام کا لاشہ دفن کرنے کے بعد امام زین العابدین نے ایک

عزا دارو! گیارہ محرم کو حج سے ظہر تک یزیدی فوج نے اپنے مردوں کو دفن کر دیا۔ یہاں تک کہ بعد ظہر الحرم کا لاش ہوا قافلہ کربلا سے روانہ ہوا۔ تو الحرم کو مقتل سے گذارا گیا جب الحرم کا گذر مقتل سے ہوا تو سید سجاد نے اپنے باپ کے غسل و کفن لاشہ کو جلتی زمین پر پڑا دیکھا دفن ہوا امام کا چہرہ امتا متیز ہو گیا کہ زینب گھبرا گئیں۔ اور اپنے کو اونٹ سے گرا دیا اب سید سجاد کی توجہ باپ کے لاشہ سے ہٹ کر بھو بھی کی طرف ہو گئی زینب نے کہا بیٹا سجاد کیا جان دو دگے سید سجاد نے کہا بھو بھی اماں وہ جوان بیٹا کیسے یہ منظر دیکھے کہ جس کے باپ کا لاشہ جلتی زمین پر عمریاں پڑا رہے۔ اور بیٹا دفن و کفن نہ کر سکے۔

عزا دارو! گیارہ محرم کو مقتل شہداء یزیدی فوج سے خالی ہو گیا یہاں تک کہ بارہ محرم آگئی تو بنی اسد کی عورتوں نے اپنے مردوں سے کہا ہاے کیا غضب ہے کہ یزیدی فوج کے جنس مردے تو دفن ہو جائیں اور دلہند علی و فاطمہ کے لاشے کربلا کی جلتی زمین پر بے غسل و کفن پڑے رہ جائیں۔ اگر تمہیں ابن زیاد کا خوف ہے تو تمہاری ہیں دید و اور ہماری چادریں تم اور ڈھ لو۔ اور گھر میں بیٹھو ہم اپنی بی بی فاطمہ زہرا کے دلہندوں کی لاشوں کو خود دفن کریں گے۔ عورتوں کے غیرت دلائے پر بنی اسد کے تمام مرد اور ساری عورتیں مقتل کربلا میں کدال اور پھاوڑے ہاتھوں میں لئے ہوئے آگئیں۔

بنی اسد کے مردوں نے اپنی عورتوں سے کہا تم سب دلہن جادہم شہیدوں کی لاشوں کو دفن کر لیں گے مگر عورتیں نہ مانیں اور کہا کہ تم شہیدوں کی قبروں کو بنانا اور ہم عورتیں فحشاء سے پانی لاکر پیاسوں کی قبروں پر چھڑا لیں گے۔

ہو سکا ہے۔ اور وہ لاشہ ایک کڑاں جوان کا ہے۔ سید سجاد قریب آئے اور کہا یہ میرے بھائی علی اکبر کا لاشہ ہے۔ پھر سید سجاد نے علی اکبر کی لاش امام حسین کے پائنتی دفن کر دی۔ اس کے بعد بنی اسد نے کہا مولا ابھی ایک لاشہ اور رہ گیا ہے امام اس لاشہ کے قریب آئے اور کہا یہ ہمارے مہمان حر کا لاشہ ہے امام نے حر کو بھی پر دھند کیا آج بھی جب زائرین جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ حر کا ردھن گنج شہیداں سے الگ بنیا ہوا ہے یہ بھی امام کی حکمت تھی اگر اور شہیدوں کے ساتھ حر کا لاشہ بھی گنج شہیداں میں ہوتا تو کیسے پہچانا کہ جس حر نے راستہ رد کا تھا اسے حسین نے کس طرح معاف فرمایا تھا۔

عزادارو! قبیلہ بنی اسد کا آج بھی دستور ہے کہ اس قبیلہ کے تمام مرد وزن اور چھوٹے چھوٹے بچے فحرم میں بیچے اور پھاڑے لئے ہوئے کر بلا میں آتے ہیں اور دردناک انداز میں کہتے ہیں این الحین این الحین یہ لغزہ بلند ہوتا ہے تو کہرام مچا ہو جاتا ہے۔

نکینچا۔ اور بنی اسد سے فرمایا کہ یہاں ایک گڑھا کھود کر سب لاشوں کو دفن کر دو چنانچہ لاشیں اسی گڑھے میں دفن کی گئیں جسے گنج شہیداں کہتے ہیں۔ گنج شہیداں میں جب لاشیں دفن کر چکے تو بنی اسد نے کہا فلاں مقام پر ایک بڑا بڑا بجاہد کا لاشہ پڑا ہوا ہے۔ امام قریب آئے اور کہا السلام علیک یا حبیب ابن مظاہر حبیب ابن مظاہر کا لاشہ گنج شہیداں سے الگ دفن کیا گیا۔

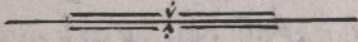
عزادارو! حبیب ابن مظاہر کا تعلق قبیلہ بنی اسد تھا چنانچہ ہر سال محرم میں بنی اسد کا شیخ حرم میں آتا ہے اور حبیب ابن مظاہر کی ضرب کو یاد کرتا ہے کہ اے حبیب ہم تیرے شکر گزار ہیں کہ تم نے قیامت تک کے لئے نصرت حسین میں جان دیکر ہمارے قبیلے کی لاج رکھ لی اے حبیب آپ نے ہمیں سرخورد کر دیا۔

جب حبیب کا لاشہ دفن ہو گیا تو بنی اسد فرات کے کنارے آئے۔ تو دیکھا کہ ایک جوان کا لاشہ اس طرح سے پڑا ہوا ہے کہ دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔ سید سجاد نے کہا کہ اے چچا آپ پر ہمارا سلام ہو ہائے جب سید سجاد نے اپنے چچا حضرت عباسؑ کا لاشہ اٹھا کر دفن کرنا چاہا تو لاش اتنی ٹکڑے ٹکڑے تھی کہ اٹھائی نہ جاسکی سید سجاد نے بنی اسد سے ایک چٹائی منگا کر لاش کے ٹکڑے جمع کئے اور قبر میں اتارا۔ سید سجاد حضرت عباسؑ کا لاشہ دفن کر کے روئے ہوئے چلے گئے میرے چچا اشقیاء نے تمہاری لاش ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی۔

حضرت عباسؑ کا لاشہ لب فرات دفن کر کے جب سید سجاد فارغ ہوئے تو بنی اسد نے کہا مولا ابھی ایک لاشہ دفن نہیں

۴
دش پر اپنے پیغمبر نے بٹھا کر یہ کہہا یہی شہید ہے پہچان لو فرزند مرا
اس کو خوش رکھنا اگر چاہتے ہو حق کو رکھنا اس سے الگ ہو کر دیکھو بے احسان بڑا
۵
پر محمدؐ کے لڑا سے کو کفن تک نہ ملا

ختم دسویں کو ہوا معرکہ کرب و بلا شام کا وقت تھا جب خیمہ شبیرؐ جلا
ایک دن اور دہاں لشکر اعدا کھڑا اپنے کشتوں کو بن سوار نے پھر دفن کیا
۶
پر محمدؐ کے لڑا سے کو کفن تک نہ ملا



نوحہ

۱
پر محمدؐ کے لڑا سے کو کفن تک نہ ملا

۲
انتہا ہوتی ہے ہر درد کے افسانے کی رنج پہننے کی ستم پہننے کی غم کھانے کی
کلمہ گو یوں کو یہ اک بات ہے سمجھانگی رسم ہے سارے مسلمانوں میں دفنانے کی
۳
پر محمدؐ کے لڑا سے کو کفن تک نہ ملا

۴
اہل دولت بھی تھے اعزاز کے سامان بھی ماہر شرع بھی تھے واقفایان بھی تھے
مذہب و ملت عالم کے نگہبان بھی تھے سات سونظاموں میں حافظ قرآن بھی تھے
۵
پر محمدؐ کے لڑا سے کو کفن تک نہ ملا

۶
غسل میت کو لبدر رخ و صحن دیتے ہیں اور عزیزوں کو تشفی کے کفن دے دیتے ہیں
بے وطن ہو لو ممد اہل وطن دیتے ہیں جند کر کے مسلمان کو کفن دیتے
۷
پر محمدؐ کے لڑا سے کو کفن تک نہ ملا

۸
دش پر اپنے جنازے کو اٹھالاتے ہیں کاندھا دیتے ہوئے میت کو کبھی
غیر بھی ساتھ جنازے کے چلے جاتے ہیں مل کے میت کو بہت درد دینا دیتے ہیں
۹
پر محمدؐ کے لڑا سے کو کفن تک نہ ملا

۱۰
حاکم وقت نے جس وقت کیا شہر بدر گھر سے بے گھر ہو کر دس میں پہر پہنچے بدد
ایک بیٹی رہی خود کر گئے دنیا سے سفر ان کو دیتے ہیں کفن مالک شتر آکر
۱۱
پر محمدؐ کے لڑا سے کو کفن تک نہ ملا

اور کہا کہ اپنے باپ سے کہو کہ آگے بڑھیں ورنہ ابھی اسی تازیانے سے اذیت
 دد لگا۔ سید سجاد بابا کے سر کی طرف مڑے کہا بابا آپ آگے کیوں نہیں بڑھتے
 کٹے ہوئے سر سے آواز آئی بیٹا سجاد میرے سینے پر سونے والی سکینہ اونٹ
 سے گر گئی ہے جب تک وہ قافلہ میں شامل نہ ہوگی میں آگے نہ بڑھوں گا
 جب یہ خبر ثانی زہرا نے سنی اونٹ سے اتریں اور سکینہ کو تلاش کرنے لگیں
 کہتی جاتی تھیں میری سکینہ کہاں ہو آواز دزد۔ تلاش کرتے کرتے ایک جگہ
 پہنچیں تو دیکھا ایک بی بی جلتی زمین پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ زینب قریب گئیں
 تو دیکھا سکینہ اس بی بی کی گود میں رد رہی ہے اور وہ منظمہ سکینہ کے آسنو
 پوچھ رہی ہیں۔ زینب نے کہا تو کون بی بی ہے کہ یتیم پر رحم آگیا اس لئے
 کہ اب تک اس بچی کو کسی نے طہا نچے مارے کسی نے تازیانے مارے
 کسی کو رحم نہ آیا بس یہ سنا تھا کہ منظمہ نے نقاب الٹ دی اور کہا بیٹی
 زینب میں کوئی اور نہیں تیری دکھیا ماں فاطمہ زہرا ہوں یہ سن کر زینب
 ماں سے لپٹ گئی اور کہا ماں گھر اجڑ گیا مانجیا شہید کر دیا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ چلتے چلتے جب انجمن کا قافلہ دربار شام
 میں پہنچا تو یزید تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور تخت کے نیچے رسول کے نواسے
 کا سر رکھا ہوا تھا انجمن کے گلے ایک رتن میں بندھے ہوئے تھے سکینہ کا عالم
 یہ تھا کہ ایک ہاتھ گلے پر رکھے تھیں اور دوسرا ہاتھ چہرے پر رکھے ہوئے تھیں
 یزید نے پوچھا یہ بچی کون ہے۔ شمر نے کہا یہ حسین کی بیٹی سکینہ ہے یزید نے سکینہ
 سے پوچھا تم بار بار اپنا پیر زمین سے یوں اٹھاتی ہو سکینہ نے کہا اے یزید تیری
 فوج نے ہم بارہ اسیروں کے گلے ایک رسن میں باندھے ہیں چونکہ میں سب میں
 کم سن ہوں۔ اس لئے جب یہ کھڑے ہوتے ہیں تو میرا گلا گھٹ جاتا ہے

مجلس

شہادت حضرت سکینہ

اعوذ باللہ من الشطن الرجیم بسم اللہ
 الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ
 فَاَمَّا الْیَتِیْمُ فَلَا تُقْهَرُ۔

بر در دگار عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ یتیم
 پر ظلم و زیادتی نہ کرو۔ موصوم فرماتے ہیں کہ تم اپنے بچوں کو کسی یتیم کے سامنے
 پیار نہ کرو۔ یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور انھیں پیار کرنا اللہ در رسول کو بہت
 پسند ہے۔

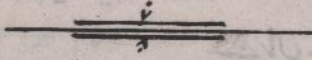
مگر عزادار! جو نفیاتی اور ذہنی و جسمانی اذیتیں حضرت
 سکینہ کو دی گئیں اسے سن کر دل دہل جاتا ہے۔ اور یہ مصائب سکینہ کو اس
 لئے برداشت کرنا پڑے کہ حسین سکینہ کو بہت چاہتے تھے اپنے سینے پر سلاتے
 تھے۔ بلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک سکینہ پر جو ظلم و ستم ڈھائے گئے اس
 کا برداشت کرنا بس بنت الحسین ہی کا کام تھا۔ چنانچہ قافلہ جب کربلا سے
 روانہ ہوا۔ تو راستے میں وہ یزید کے جس پر حسین کا سر تھا زمین میں گر گیا
 یزید بردار نے آکر شمر سے کہا شمر نے تازیانہ لیا اور سید سجاد کے پاس آیا

پھر یزید نے پوچھا سکینہ یہ بتاؤ نرم ایک ہاتھ چہرے پر اور ایک ہاتھ گلے پر کیوں رکھے ہو سکینہ نے کہا اے یزید میری پھوپھیوں اور ماں بہنوں کے بال اتنے بڑے ہیں کہ انھوں نے اپنا پردہ اپنے بالوں سے کر رکھا ہے۔ مگر میرے بال چھوٹے ہیں۔ اس لئے میں اپنے ہاتھ سے اپنا پردہ کئے ہوئے ہوں۔ اور دوسرا ہاتھ گلے پر رکھتا ہوں۔ اس لئے ہے کہ میرا گلہ زخمی ہو گیا ہے یزید کہتا ہے کہ سکینہ میں نے سنا ہے کہ جب تک تو اپنے بابا کے سینے پر نہیں سوتی تھی مجھے یزید نہیں آتی تھی تیرا باپ تجھ سے بہت محبت کرتا تھا سکینہ نے کہا بیشک میرا بابا مجھے بہت چاہتا تھا۔ یزید نے کہا اے سکینہ میں تو اس وقت یہ بات صحیح سمجھوں گا کہ جب تیرے بابا کا سر تیری گود میں چلا جائے۔ بھرے ہوئے دربار میں سکینہ نے اپنا جلا ہوا دامن پھیلا دیا اور کہا بابا مری گود میں آ جاؤ آپ کی محبت کا امتحان ہو رہا ہے رادی کہتا ہے کہ طشت طلا سے سر حسین بلند ہوا اور سکینہ کی گود میں آ گیا۔ اس کے بعد یزید نے اہلچشم کو شام کے قید خانہ میں بھیجوا دیا۔ ہائے کوفہ کی شہزادیاں، نبی کی نواسیاں شام کے اس قید خانہ میں قید کی گئیں جہاں ترک و دہلیم کے قیدیوں کو رکھا جاتا تھا اس قید خانہ میں سکینہ کا معمول یہ تھا کہ جب شام ہوتی تھی تو در زندان پر آ جاتی تھیں اور اڑتے ہوئے طاؤروں کو دیکھ کر کہتی تھیں پھوپھی اماں یہ طاؤر کہاں جا رہے ہیں کہا بیٹی یہ اپنے آشیانوں کی طرف جا رہے ہیں تب سکینہ کہتی تھیں پھوپھی اماں ہم لوگ اپنے وطن کب جائیں گے قید خانہ شام میں جب رات آتی تھی تو سکینہ کو باب کا سینہ یاد آتا تھا جب باب کا سینہ یاد آتا تھا تو اس قدر تڑپ تڑپ کر گرہ کر رہتی تھیں کہ قید خانہ سے قریب جو یزید کا محل تھا وہاں تک رونے کی آواز پہنچ جاتی تھی۔ اور جب سکینہ کے رونے

کی آواز زینب کی کینز ہند سنتی تھی تو نیند نہ آتی تھی صبح شام نکر مند رہا کرتی تھی۔ بالآخر سکینہ کے مسلسل رونے نے قید خانہ میں آنے پر مجبور کر دیا۔ رادی کہتا ہے کہ ایک دن سکینہ اپنے بابا کو یاد کرتے کرتے سو گئیں تو خواب میں اپنے بابا کو دیکھا خواب سے بیدار ہوئیں تو چیخ مار مار کر رونے لگیں۔ اور کہنے لگیں ہائے مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے بابا۔ اے بابا ابھی تو تم مجھے اپنے سینے پر سلائے ہوئے تھے پیار کر رہے تھے دل سے دے رہے تھے۔ اہلچشم سمجھ گئے کہ سکینہ نے اپنے بابا کو خواب میں دیکھا ہے سکینہ روتی جاتی تھیں قید خانہ میں اک کبرام ہوا تھا۔ جب یہ آواز گریہ یزید نے سنی تو کہا آخر کیا بات ہے کہ قید خانہ میں گریہ دہکا ہو رہا ہے۔ کسی نے کہا حسین کے سینے پر سونے والی سکینہ یاد پدر میں رو رہی ہے یہ سن کر یزید نے حسین کا سر قید خانہ میں بھیجا سکینہ نے بڑھ کر سر حسین اپنی گود میں لے لیا اور منہ پر منہ رکھ کر کہا اے بابا تمہارا رے مرنے کے بعد کالوں سے گوہر چھین لئے گئے۔ اے میرے اچھے بابا شمر نے میرے رخسار پر طمانچہ مارے ہیں۔ اے بابا میری پشت تازیاؤں سے زخمی ہے بابا آپ تو جام کوثر سے سیراب ہوئے مگر بابا آپ کی بیٹی سکینہ اب تک پیاسی ہے اے بابا اب مجھے اپنے پاس بلا لیا بابا۔

رادی کہتا ہے کہ سکینہ یہ باتیں کہہ کہہ کر رو رہی تھی کہ ایک مرتبہ رونے کی آواز ٹھگ گئی خاموشی چھا گئی۔ زینب نے آگے بڑھ کر سکینہ کا شانہ بلایا بیٹی سکینہ مرے بھئی! اک امانت سکینہ پھوپھی آواز دیتی ہے جواب کیوں نہیں دیتی ہو اس کے بعد زینب نے سکینہ کو اٹھالیا گود میں اٹھایا تو سکینہ کی گرہ دن ڈھل گئی۔ شام کے قید خانہ میں سکینہ مر گئی۔ قید خانہ میں

طرح پھٹا ہوا کرتا تھا۔ رخساروں پر طہا بچوں کے نشان موجود تھے ننھے ننھے ہاتھوں میں رسیوں کا نشان تھا لب سوکھے ہوئے تھے کان اسی طرح زخمی تھے میں سر ہلک ہلک کر روتے لگا پھر سکینہ کی میت کو اپنی گود میں لیا اور ایک پردے کے پیچھے بیٹھ گیا تاکہ کسی غیر کی نظر میت سکینہ پر نہ پڑ جائے اور جب قبر درست ہو گئی تو میں نے سپرد لحد کر دیا۔



قیامت کا سماں تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب یزید نے سکینہ کے انتقال کی خبر سنی تو غسالہ کو بھیجا۔ غسالہ نے جب کرتا اتارنا چاہا تو سکینہ کے جسم کی جلد کرتے میں چپک کر جدا ہونے لگی غسالہ نے پوچھا آخر اس بچی کو کیا مرض تھا زینب نے کہا مرض تو کوئی نہیں تھا البتہ کربلا سے کوثر اور کوثر سے شام تک تازیانے کھاتے کھاتے پشت زخمی ہو گئی ہے۔ یزید نے سکینہ کے کفن کا کپڑا بھینچنے کے لئے سید بجا دے کہا تھا۔ تو سید بجا دے کہلوادیا کہ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی پھٹا ہوا کرتا مری بہن کا کفن ہو گا قید خانہ میں قبر تیار ہو گئی سید بجا دے قبر میں اترے اور بہن کی میت ایک نشیب میں سپرد لحد کر دی۔

عزا دارو! ۱۲۲۵ھ میں سید مرتضیٰ نے خواب میں دیکھا کہ جناب سکینہ تشریف لائی ہیں۔ اور فرماتی ہیں۔ اے سید مرتضیٰ میری قبر میں پانی آگیا۔ کل شام کا حاکم اس کی مرمت کا حکم دے گا آپے ہاں پہونچ جائیے گا اور میری میت کو قبر سے نکال کر اپنی گود میں رکھئے گا اور جب قبر درست ہو جائے تو مجھے خاک پر لٹا دیجئے گا۔ سید مرتضیٰ کہتے ہیں کہ جب صبح کو میں بیدار ہوا تو کسی نے دق الباب کیا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ شام کے حاکم نے مجھے بلایا ہے میں فوراً حاکم کے پاس گیا حاکم نے بھی دی خواب بیان کیا اور کہا جناب سکینہ نے آپ ہی کو ذنن کرنے کا حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ سوائے سید مرتضیٰ کے اور کوئی دوسرا میری میت کو ہاتھ نہ لگائے سید مرتضیٰ کہتے ہیں کہ جب میں حاکم کے ساتھ قبر سکینہ پر آیا۔ اور نختہ بٹایا تو ایسا معلوم ہوا کہ شہزادی کو ابھی ابھی دفن کیا گیا ہے۔ اسی

۵

ذرا پوچھو زینب کے دل سے تو بڑی
ترمی لاش پر بیکسی ہے برستی
نہیں سر پہ باقی ہے زینب کے چادر
جنازے یہ ترے اڑھاؤں میں کیسے

۶

غرض آئی غسالہ جب غسل دینے
سکینہ کی پشت حزیں دیکھی اس نے
ترپ کر کہا اتنی زخمی ہے میت
بھلا ہاتھ اس کو لگاؤں میں کیسے

۷

یہ پھر پوچھا زینب سے بتلاؤ بی بی
یہ پشت سکینہ ہے کیوں اتنی زخمی
کہا تا زیا نے بہت کھائے اس نے
تمہیں کس زبان سے بتاؤں میں کیسے

۸

ہوا جبکہ تیار نہ تھا جنازہ
پڑھا نہت زہرا نے ردِ رکوع
ہے حکم اہوا میرا باز درسن میں
جنازے کو ترے اٹھاؤں میں کیسے

۹

بے باقی جو اک تیرا بیمار بھائی
لعین نے ہے زنجیر اس کو پہنائی
نہیں قید سے ہے کسی کو رہائی
بھلا تیری تربت بناؤں میں کیسے

نوحہ

سکینہ کے لاشے پہ کہتی ہے زینب
ترمی لاش بیٹی اٹھاؤں میں کیسے
مقید ہوں سر پر بردا بھی نہیں ہے
کفن ہائے تجھ کو پہناؤں میں کیسے

۲

بے یاں سے مدنیہ بہت دور بیٹی
بے زینب بہت اب تو مجبور بیٹی
پڑی ہے جو تاریک زنداں میں میت
ہوں شرمندہ شمع جلاؤں میں کیسے

۳

بتاؤ کہ جس قید میں میری جانی
نہیں ملتا جی بھر کے پینے کو پانی
بھلا ایسے زنداں میں میت کو تیری
کہو غسل ہائے دلاؤں میں کیسے

۴

جو ہوتا مرا بھتیجا عباس زندہ
نہ اس بیکسی سے پڑا رہتا لاش
مگر شیر سوتا ہے کرب و بلا میں
مدد کے لئے اب بلاؤں میں کیسے

مجلس چہلم

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم
مَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ فَقَدْ زَارَنِيْ -

رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی
ہے کہ جس نے قبر حسین کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی۔ کیا مرقہ ہے قبر حسینی
کا کہ لاکھ بھی عرش سے اگر سب دروز طواف کیا کرتے ہیں آج جب کوئی زائر کو بلا
جاتا ہے تو حرم میں پہنچ کر بے اختیار رونے لگتا ہے اسے کیا گزری ہوگی
المحرم پر اس وقت کہ جب رہا ہو کر کہ بلا میں قبر حسینی کی غربت و بکیسی
کو دیکھا ہوگا۔

عزاد اردو - المحرم کی سال بھر کی قید کے بعد ایک دن
یزید نے سید سجاد کو بلایا اور کہا میں نے آپ کی اور المحرم کی ربائی کا پیغام
سنانے کے لئے بلایا ہے۔ پھر حداد نے ہاتھوں کی ہتھکڑیاں پیروں کی طبریاں
کمر کا لنگر جدا کیا اور جب لوہا کاٹنے والے نے سید سجاد کے گلے سے
طوق نکالا تو غش کھا کر گر پڑا جب ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ تو

۱۰
جنازے کو عابد نے جس دم اٹھایا
تھی زنجیر ہاتھوں میں اس پہ جنازہ
کہا بنت زہرا نے ہوسبر کیوں کر
کلیجے کو پتھر بناؤں میں کیسے

۱۱
ملا بی بیوں کو جو حکم رہا بی
تو زینب سکینہ کی تربت پہ آئی
کہا چھوڑ کر تجھ کو زنداں میں بیٹی
مدینے کو تنہا چلی جاؤں کیسے

۱۲
کہا شام کی عورتوں سے یہ رد کر
جلادینا تم شمع تربت پہ آنکر
اسے چھوڑ کر جاتی ہو کس جگر سے
تمہیں بی بیوں یہ بتاؤں میں کیسے

۱۳
جب آئی ہے واپس سکینہ کی چادر
پکاریں سوئے قید خانہ یہ مڑ کر
سکینہ یہ اب تیری ننھی سی چادر
بتاؤ کیسے اب اڑھاؤں میں کیسے

۱۴
ظفر جب کہ زینب وطن کو چلی ہیں
تو حسرت سے ننھی لحد تک رہی ہیں
کہا میری دکھیا بتا دے سکینہ
تجھے چھوڑ کر تنہا جاؤں میں کیسے

بے ہوش کیوں ہو گیا تھا کہا میں نے اس قیدی کے گلے کا طوق جب نکالا تو گردن میں اتنا گہرا زخم دیکھا کہ مجھ سے برداشت نہ ہو سکا۔

پھر یزید نے کہا اے زین العابدین اب آپ کو اختیار ہے جی چاہے مدینہ جائیں جی چاہے شام میں رہیں۔ سید سجاد نے کہا اے یزید میں اس سلسلے میں اپنی پھوپھی سے مشورہ کئے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا سید سجاد زندان میں آئے۔ بیٹے کو آزاد دیکھ کر سینے سے لگا لیا پھر سید سجاد نے کہا پھوپھی اماں یزید نے اختیار دیا ہے چاہے مدینہ چلیں یا شام میں قیام کریں زینب نے کہا بیٹا سجاد جا کر یزید سے کہہ دو کہ پہلے ایک مکان خالی کر دو تاکہ ہم شہیدوں کا ماتم کر لیں چنانچہ ایک مکان خالی ہوا۔ زینب نے سب سے پہلے ایک منہ بچھائی اور کہا بیٹا سجاد دنیا کا دستور ہے کہ جب باپ مرجاتا ہے تو بیٹے کو تعزیت دی جاتی ہے اسے سید سجاد تمہارا بابا مارا گیا مگر اب تک کسی نے تم کو تعزیت نہ دی۔ اب یہ فریضہ زینب انجام دے گی۔ اس مکان میں سات دن تک ماتم ہوتا رہا یہاں تک کہ اب قافلہ وہاں سے مدینہ جانے کی تیاری کرنے لگا چند عماریاں آئیں جس پر دہب و حریر کے پردے پڑے ہوئے تھے جب ان ریشمی پردوں کو زینب نے دیکھا تو فرمایا ان کی جگہ سیاہ پردے ڈال دیئے جائیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ بہتر کے سوگواروں کا قافلہ ہے قافلہ روانہ ہوا تو درمیان میں شام کا قید خانہ پڑا۔ زینب قید خانہ میں آئیں قبر سکینہ پر ہاتھ رکھا اور کہا بیٹی سکینہ قافلہ مدینہ جا رہا ہے اے سکینہ زینب تمہیں کس دل سے چھوڑ کر مدینہ جائے اسے میں کہلا جاؤں گی تو تمہارا سے بابا کو کیا جواب دوں گی تمہاری بہن صغریٰ سے کیا کہوں گی۔

قافلہ شام سے روانہ ہوا۔ تو بیٹیں صفر کو حدود کربلا میں

داخل ہوا۔ جابر بن عبد اللہ انصاری کربلا پہنچے ہوئے تھے جابر رسول خدا کے صحابی تھے آنکھوں سے ناپینا تھے جب امام حسینؑ کی شہادت کی خبر جابر نے سنی تو اپنے غلام کو لے کر کربلا کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب حدود کربلا میں داخل ہوئے تو غلام نے آگاہ کیا جابر فوراً اونٹ سے اتر گئے اور غلام سے کہا مجھے فرزند رسولؐ کی قبر پر پہنچا دے۔ غلام نے کہا یہ کیسے پتہ چلے کہ فرزند رسولؐ کی قبر کون ہے غلام سے جابر نے کہا مجھے قبروں کے درمیان کھڑا کر دے۔ ابھی پتہ چل جائے گا چنانچہ غلام نے جابر کا ہاتھ پکڑا اور قبروں کے درمیان کھڑا کر دیا۔ جابر نے کہا السلام علیک یا ابا عبد اللہ۔ السلام علیک یا بن رسول اللہ ناگاہ ایک گوشہ قبر سے آواز آئی۔ وعلیک السلام یا جابر جابر فرزند رسولؐ کی قبر سے لپٹ کر روئے ننگے کہ اسی اشارہ میں ایک طرف سے گردنودار ہوئی غلام نے جابر سے کہا کہ سیاہ جھنڈے اور عمارتوں پر سیاہ پردے نظر آرہے ہیں اور ابھی غلام اور جابر میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ بشیر نے کہہ کر جابر سے کہا آپ یہاں سے ہٹ جائیے اس لئے کہ قافلہ شام کی قید سے رہا ہو کر آیا ہے جابر نے کہا ارے کیا شہزادی زینب آئیں ہیں۔ جابر قبر حسینؑ سے ہٹ گئے زینب کا اونٹ قبر حسینؑ پر آیا تو زینب نے اونٹ کی ہنڈی سے اپنے کو بھائی کی قبر پر گرا دیا۔ کہا بھتیجا اٹھو بہن تمہارا چہلم منانے آئی ہے۔ اسے مانجائے تمہاری شہادت کے بعد خیموں میں آگ لگائی گئی سردوں سے چادر بوجھیں نی گئیں عابد ہمارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پیروں میں بیڑیاں پہنائی گئیں اسے بھتیجا ہمیں کو فود شام کے بازاردوں اور درباروں میں پھیرا گیا بھتیجا ہم قید خانہ شام سے چھٹ کر آئے ہیں بھتیجا زینب شرمندہ ہے کہ تمہاری امانت کو قید خانہ شام میں کھو کر آئی ہوں اسے مانجائے بالی سکینہ تمہارا سے فراق میں روتے روتے مر گئی۔

دن ماتم کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہونے لگا تو تمام بی بیوں نے خاص کر زینبؓ نے یہ کہہ کر رخصت کیا ہے

اے کربلا کے سید و سردار اوداع لوز نگاہ احمد تخت را لوداع
ہم بکیموں کے قافلہ سالار اوداع دکھیا بہن کے مونس و غمخوار اوداع

تر پا رہا بہن کو یہ درد و فراق ہے

بھیا لحد کو چھوڑنا زینبؓ پر شاق ہے

اے کربلائے سید و گلگیر اوداع اے قتل گاہ حضرت شبیرؓ اوداع

اے قبر ابن صاحبِ تطہیر اوداع لوبھائی جان جانی ہے ہمنیر اوداع

کیا بے نصیب ہے یہ لڑائی رسول کی

جس کی مجادری بھی نہ تم نے قبول کی

کربلا سے قافلہ سمت مدینہ روانہ ہونے کی تیاری کرنے لگا حضرت

زینبؓ بھائی کو سلام آخر کر کے اوداع کہہ چکی تھیں مگر فرطِ محبت میں زینبؓ نے

چاہا کہ ایک مرتبہ بھائی کی قبر کی اور زیارت کر لوں اب جو زینبؓ نے مانجا ہے

کی قبر کا رخ کیا تو دیکھا کوئی بی بی قبر سے لپٹی ہوئی فریاد کر رہی ہے زینبؓ بھائی

کی قبر پر آئیں کیا دیکھا کہ رباب لوز و ماتم کر رہی ہیں زینبؓ نے کہا بھابھی

جان کیا مدینہ چلنے کا ارادہ نہیں ہے ام رباب نے کہا اے شہزادی زینبؓ آج

اس دکھیا کو ایک بات کا جواب دے دو۔ اس کے بعد رباب نے کہا اے شہزادی

بے شک آپ کی گودا جڑ گئی عون و محمد شہید ہو گئے مگر شہزادی جب آپ مدینہ

جائیں گی تو وارث کا سایہ مل جائے گا۔ اے شہزادی زینبؓ اب یہ دکھیا

رباب مدینہ جا کر کیا کرے گی بائے میری گود بھی اجڑ گئی میرا سہاگ بھی اجڑ

گیا میرا وارث بھی شہید ہو گیا میرا شنہا بھی مارا گیا میری سکینہ شام میں مر گئی

عزادارد۔ چہلم کے دن جب قافلہ کربلا پہنچا تو بی بیوں نے اپنے کو شہیدوں کی قبروں پر گرا دیا ام فروہ قاسم کی یاد میں بچھاڑیں کھائیں لگیں اور کہا بیٹا تمہاری دکھیا ماں تمہاری ایک رات کی بیوہ دہلیں کو لے کر تمہارے پاس آئی ہے بیٹا تباہی میں اس کو کیا کہہ کے سمجھاؤں۔

ام کلثوم قبر عباس پر آئیں اور کہا میرے غیرت دار بھیا

تمہارے بعد ہم برہنہ سرداروں اور بازاروں میں اس طرح پھراے گئے کہ

ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے تھے تم دریا پر سونے رہ گئے اور ہماری خبر نہ لی

ام لیلیٰ قبر علی اکبرؓ پر آئیں اور ترپ کر کہا بیٹا علی اکبر میری تمناؤں کا خون

کر کے تم تو دنیا سے سدھارے اور یہ ماں ترپنے کے لئے زندہ رہ گئی بیٹا

علی اکبر آج تمہارا چالیسواں ہے اور تمہاری عزیز ماں کے پاس کچھ نہیں ہے

اس لئے میں اپنے آنسوؤں کے پھولوں کی چادر تمہاری قبر پر چڑھا رہی ہوں

پھر سید مجاہد نے بشیر سے پوچھا اے بشیر میرے نانا کے صحابی

جابر کہاں ہیں۔ بشیر نے کہا شاہزادوں کی عمارتوں کو دیکھ کر جابر جھارپوں میں چھپ

گئے ہیں۔ سید مجاہد جابر کے پاس آئے جابر نے فرطِ عقیدت میں سید مجاہد کا ہاتھ چومنا

چاہا مگر سید مجاہد نے ہاتھ کھینچ لیا جابر نے کہا مولا ہم مدینہ میں آپ کا ہاتھ چومنا

کرتے تھے کیا بات ہے کہ آج دست بوسی کے شرف سے محروم کر رہے ہیں۔

سید مجاہد نے آستین بٹائی اور کہا اے نانا اے صحابی ان ہاتھوں میں ہتھکڑیاں

پہنائی گئی تھیں جابر میرے ہاتھ بہت زخمی ہیں۔

عزادارد۔ زمین کربلا پر شہدائے کربلا کا چہلم اس طرح سے

منایا گیا کہ کربلا کے پاس کے دیہات کے مرد و زن جمع ہو گئے۔ عورتوں نے

زینبؓ ام کلثوم کو پر سہ دیا۔ مردوں نے سید مجاہد کو پر سہ دیا یہ لٹا ہوا قافلہ تین

لوخہ

۱

چہلم کرے بھائی کا زینب کرب دہلا میں آئی ہے
باغوں میں بے نیل رس کے سرخ پر ادا کی گئی ہے

۲

بین بے بھائی کی تربت پر، سوتے ہوئے باغ کے برادر
بے کس زینب غم کا فائدہ تم کو سنا دے آئی ہے

۳

خجے سے جب رن کو سدھارے لوٹ گئے دکھ کے سہارے
بائے بجے کس طرح سے پھر جب دوزخ میں گھائی ہے

۴

کچھ بھی خبر ہے تم کو برادر سے مرے چھینی گئی چادر
دکھیا بہن شاہد ہے زمانہ بھیتا بڑی دکھ پائی ہے

۵

دہری مصیبت قید میں آئی ہم سے یکینہ چھٹ گئی بھائی
قید تم سے نکھاسا بہنا زینب منظر لائی ہے

۶

شمر لعین کے درے کھائے باز دوسرے سے بھی بندھو لے
صبر و رضا سے قید ستم کے رنج اکٹھا کر آئی ہے

۷

اتنا تھلا دو بہن کو جائے لگی تنہا کیسے وطن کو
گردش قسمت نے بھیتا یہ کیسی گھڑی دکھلائی ہے

۸

قاسم بھی اکبر بھی نہیں ہیں تھوڑے میں اصغر بھی نہیں
باغ بنی پر اے بھیتا یہ کیسی تباہی آئی ہے

مدینہ میں میرا اب کون ہے اور مدینہ اب میں کس لئے جاؤں یہ سن کر زینب در در
ہوئی سید سجاد کے پاس آئیں اور کہا بیٹا سید سجاد ام رباب مدینہ چلنے کو تیار
نہیں ہیں سید سجاد رباب کے پاس آئے اور کہا اماں رباب آپ مدینہ کیوں
نہیں چل رہی ہیں آپ کا مدینہ چلنا ضروری ہے اور تنہا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں
ہے رباب نے کہا بیٹا سید سجاد تم امام وقت ہو تمہارے کچھ سے میں مدینہ چلنے
کو تیار ہوں مگر اے بیٹا سجاد میرا اصغر پیاسا شہید ہو گیا میرے وارث کا
جنازہ کربلا کی جلتی زمین پر کئی دن تک پڑا رہا اس لئے میں مدینہ تو چلتی
ہوں مگر جب تک زندہ رہوں گی ٹھنڈا پانی نہ پیو دوں گی سائے میں نہیں
بیٹھوں گی۔

۱۰۸

مجلس

آٹھ ربیع الاول

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرحیم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حب الوطن من الایمان۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ وطن کی محبت جزو ایمان ہے۔ ہر انسان کو اپنے وطن سے محبت ہوتی ہے اور وطن کے چھوٹنے کا ہر مسافر کے دل پر اثر ہوتا ہے اور جب مسافر سفر سے اپنے وطن خیریت سے واپس لوٹ کر آتا ہے تو اک خوشی محسوس ہوتی ہے۔

مگر عزاداروں — شہیدوں کا جہلم کر کے جب الحرم کا قافلہ بجانب مدینہ روانہ ہوا تو آٹھ ربیع الاول کو یہ قافلہ مدینہ پہنچا جب در دیوار مدینہ نظر آنے لگے تو ام کلثوم نے مرثیہ پڑھا اے نانا کے مدینہ ہمارے آنے کو قبول نہ کرنا۔ اس لئے کہ ہم حسرتوں اور غموں کے ساتھ آئے ہیں اے نانا کے مدینے جب ہم یہاں سے چلے گئے تو بھرا کبڑا ساتھ

کچھ تو بہن کو تم مجھاد جینے کی صورت تو بتاؤ
بات کرو کچھ منہ سے بولو دکھیا بہت مانجائی ہے

ثنائی زینب کہتی تھی رو کر ہائے مرے مظلوم برادر
بھیا تمہاری تربت پر بھی کیسی ادا سی چھائی ہے

ASSOCIATION KHOJ,
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

پہلے دونوں شانے فلم کر دیئے پھر مشک پر تیر مار کر پانی بہا دیا اور پھر سر پر ایسا
گر زمار کی سراقہ کس پھٹ گیا آپ کا بیٹا زمین پر گرا۔ حسین مکر تھامے ہوئے اس
دقت پہنچے جب آقا عباسؑ میں رن جان باقی تھی بھائی نے بھائی کو دیکھا اور
روح پر داز کر گئی۔ بی بی۔ جب تک آپ کا عباسؑ زندہ تھا تب تک کسی کی مجال نہ
تھی کہ وہ آقا حسینؑ کو کچا نگاہ سے بھی دیکھ سکے۔ تب ام البنین نے فضل فرزند کو
پیار کر لے ہوئے کہا بیٹا تم یتیم ہو گئے۔ تمہارے بابا شہید کر دیئے گئے اس کے بعد
جنت البقیع میں آئیں اور نوحہ و ماتم کرنے لگیں ام البنین کے نوحہ و ماتم میں
وہ درد ہوتا تھا کہ مردان جیسا شقی بھی ام البنین کے رونے کی آواز کو
سن کر رو پڑتا تھا۔ ام البنین کا مرثیہ یہ تھا۔ اے مدینہ والو اب مجھے
ام البنین کہہ کر نہ پکارا کرو اس لئے کہ جب مجھے کوئی ام البنین کہہ کر پکارتا
ہے تو مجھے شہید بیٹے یاد آنے لگتے ہیں ارے جب میرے بیٹے زندہ تھے
تب میں اس نام کے پکارنے کی مستحق تھی مگر میرے چاروں بیٹے شہید کر دیئے
گئے۔

عزا دارد۔ جس وقت الحرم مدینہ پہنچے ہیں اس وقت
محمد حنفیہ سخت بیمار تھے لیکن پیچ و پکار اور نوحہ و ماتم کی آواز کو سن کر چونک
پڑے اور پوچھا کہ یہ نوحہ و ماتم اور نالہ و شہون کی آوازیں کیسی ہیں؟ لوگ اس
خوف سے شہادت حسینؑ سے باخبر نہیں کر رہے تھے کہ دفعتاً یہ دردناک
خبر سن کر کہیں دم نہ نکل جائے۔ جب بار بار پوچھا تو ایک خادم نے
کہا جو قافلہ ۲۸ رجب کو یہاں سے روانہ ہوا تھا وہ واپس آیا ہے یہ سن کر
محمد حنفیہ اٹھ کھڑے ہوئے مگر سہلا نہ گیا بے اختیار رگر پڑے اور پوچھنے لگے
میرے بھائی حسینؑ کہاں ہیں۔ خادموں نے کہا بیرون مدینہ قافلہ ٹھہر ہوا ہے

میں تھا اور جب ہم وطن پلٹے ہیں تو ہماری گودیاں بچوں سے خالی ہیں مردوں میں
کوئی باقی نہیں ہے۔

مدینہ ہم تیرے دالی کو آئے ہیں کھو کر مدینہ گردن بشیر یہ حبلا خنجر
مدینہ داغ رس ہے ہمارے خانوں پر مدینہ کو نے میں سرنگے ہم پھرے درد
نہ راہ دے ہمیں زہرا کا نور عین نہیں

مدینہ قاسم و اکبر نہیں حسینؑ نہیں

اس لئے ہوئے قافلے کے خیام بیرون مدینہ نصب ہو گئے۔ اس کے
بعد سید مجاہد نے بشیر سے کہا بشیر جاؤ اہل مدینہ کو ہمارے آنے کی خبر کر دو۔ چنانچہ بشیر
گھوڑے پر سوار ہو کر مدینے میں داخل ہوئے اور بلند آواز سے کہنے لگے مدینہ والو!
اب مدینہ رہتے کے قابل نہیں رہا حسینؑ قتل کر دیئے گئے اس غم میں ہمارے
آنسو جاری ہے۔ اے مدینہ والو حسینؑ کا جسم کربلا کی زمین پر خاک و خون
میں غلطاں ہوا اور ان کا سر نیزے پر بلند کر کے دیارِ بدیار بھرایا گیا اس
کے بعد بشیر محلہ بنی ہاشم میں داخل ہوئے اور کہا اَلَا قَتَلَ الْحُسَيْنَ مَكِّيًّا
اَلَا ذَبَحَ الْحُسَيْنَ مَكِّيًّا جب بشیر کا گذر ام البنین کے مکان سے ہوا تو ام البنین
نے بشیر کو روکا اور کہا تو یہ کیسی خبر لایا ہے۔ کہا بی بی یہ خبر سچ ہے کہ حسینؑ تین دن
کے بھوکے پیاسے دریا کے کنارے شہید کر دیئے گئے یہ سن کر ام البنین نے بجف کا
رخ کیا اور کہا میرے وارث۔ جس عباسؑ پر آپ کو بہت ناز تھا اس کے
ہوتے ہوئے میرا حسینؑ پیارا شہید ہو گیا بشیر نے کہا بی بی جناب عباسؑ کو
کچھ نہ کہئے اس لئے آقا عباسؑ نے وہ کارنامہ انجام دیا کہ جو کوئی بھائی کسی
بھائی کے ساتھ نہیں کر سکتا۔ ابو الفضل العباسؑ پیاسے بچوں کے لئے دریا پر
پانی لانے کے لئے گئے تھے اور مشک میں پانی بھر کر لارہے تھے کہ ظالموں نے گھیر کر

رکھے جاتے تھے ۔

اے نانا میں آپ کے لئے اس سفر کی داپسی پر جو سوغات
لائی ہوں اس کو لیجئے یہ کہہ کر خون سے بھرا ہوا حسینؑ کا عمامہ بتر رسولؐ پر
رکھ دیا اور کہا ہے

لو نانا جان تحفہ نیا لے کے آئی ہوں
کٹوا کے سر حسینؑ کا عمامہ لائی ہوں
زینبؑ کی اس فریاد پر بتر رسولؐ لرز گئی ۔

روضہ رسولؐ کے بعد یہ قافلہ فاطمہ زہرا کے مزار پر پہنچا
زینبؑ نے بتر سیدہ پر اپنے کو گر دیا اور کہا اے اماں ۔ بھائی کو کھو کر زینبؑ آگئی
اس کے بعد حسینؑ کا خون سے رنگین کرتا بتر زہرا پر زینبؑ نے رکھ دیا اور اس طرح
فریاد کرنے لگیں ۔

اماں محمؐ میں سوتی ہو کیو لومری خبر
اماں تنہا رہ لال کا کاٹا گیا ہے سر
اماں تباہ ہو گیا غربت میں میرا گھر
سرسنگے بی بیوں کو پھرایا ہے دریدر
کنبہ کو کھو کے زینبؑ ناشاد آئی ہے
بھینا حسینؑ جھٹ گئے اماں دہائی ہے

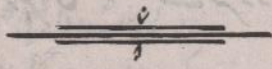
اماں ہمارے شالوں پر بانہی گئی رسن
اماں جلا یا خیمہ شاہنشہ رسن
نشیہ در بدر ہوئی اماں یہ خستہ تن
پایا نہ آہ بچی نے زندان میں کفن
رتہ نہ جانا کچھ بھی شہ مشرقین کا
نیزے پہ سر جڑھایا گیا تھا حسینؑ کا

رادی کہتا ہے کہ مدینہ پہنچ کر جب زینبؑ اپنے گھر میں آئیں
تو گھر میں سناٹا دیکھا عون و محمد کے سونے کی جگہ خالی دیکھا تو زینبؑ نے کربلا کی

خادموں نے گھوڑے پر سوار کیا اور محمد حنفیہ کو لے کر چلے جب محمد حنفیہ کی نظر کا لے
علموں پر پڑی تو ایک چیخ ماری اور کہا خدا کی قسم بنی امیہ نے میرے بھائی کو قتل
کر ڈالا اور پھر غش کھا کر گر پڑے محمد حنفیہ کا ایک خادم دوڑا ہوا سید بجاد
کے پاس آیا اور کہا مولا سجاد اپنے چچا کی خبر لیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے
پہونچنے سے پہلے انتقال کر جائیں ۔ سید بجاد محمد حنفیہ کے سر بانے پہونچے
اور چچا کا سراٹھا کر گود میں رکھا جب محمد حنفیہ کو ہوش آیا اور سید بجاد پر نظر پڑی
تو پوچھا تمہارے باپ کہاں ہیں ۔ سید بجاد نے کہا چچا جان میں یتیم ہو کر آیا ہوں
عزاد ادر جب فاطمہ صغریٰ اس لٹے ہوئے قافلہ کے پاس
آئیں تو پہلے ایک ایک بی بی کی گود غور سے دیکھتی جاتی تھیں زینبؑ
نے پوچھا بیٹی کیا ڈھونڈھ رہی ہو صغریٰ نے کہا پھر بھی اماں میں اپنی بہن
سکینہ اور اپنے بھینا علی اصغر کو تلاش کر رہی ہوں زینبؑ نے صغریٰ کو سینے
سے لگایا کہا بیٹی صغریٰ تمہارا بھینا کربلا کے بن میں حرمہ کے تیرے شہید ہو گیا
ادر تمہاری بہن سکینہ شام کے قید خانہ میں مر گئی ۔

پھر یہ قافلہ روضہ رسولؐ پر پہنچا روضہ رسولؐ پر پہنچ کر
زینبؑ نے کہا نانا میں آپ کے فرزند حسینؑ کے مرنے کی خبر سنانے آئی ہوں
اے نانا ۔ میرے مانجھے کو تین دن کا بھوکا پیاسا مہمان بلا کر دریا
کے کنارے مع عزیز و انصار شہید کر دیا گیا اے نانا جس حسینؑ کے لئے
آپ ناقہ بٹھاتے تھے اس حسینؑ کی لاش عریاں حلتی زمین پر پڑی رہی میں
لاشہ بھی دفن نہ کر سکی ۔ کیوں کہ میرے سر پر چادر بھی نہ تھی اے نانا آپ کی
امت ہم کو سر برہنہ بے کجاوہ ادنوں پر کربلا سے کونہ اور کونہ سے شام تک
لے گئی اے نانا ہم شام کے اس زندان میں قید کئے گئے جہاں ترک و دہلیم کے قیدی

صبر فرمایں عبد اللہ نے کہا بیٹا سجاد تم امام وقت ہو تمہاری بات ماننا ضروری ہے ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ بنت علیؑ کے بازوؤں میں رسن بندھ جائے اور عبد اللہ گھر بیٹھا رہ جائے۔



جانب منہ کر کے کہا اے بیٹا عون و محمد تم تو کربلا کے بن میں سو رہے ہو ہائے تمہاری یہ دکھیاں اب تمہارے بغیر اس گھر میں کیسے رہے گی۔ زینب صحن خانہ میں سر کو جھکائے ہوئے رو رہی تھیں کہ اسی اثنا میں جناب زینب کے شوہر حضرت عبد اللہ بن جعفر گھر میں داخل ہوئے تو زینب کو دیکھ کر کہا تو کون بی بی ہے جو میرے گھر میری اجازت کے بغیر آگئی ہے یہ سن کر زینب میں تاب ضبط نہ رہی۔ عبد اللہ کے قدموں سے لپٹ گئیں اور در در کر کہنے لگیں ہائے میرے وارث تم نے بھی زینب کو نہ پہچانا عبد اللہ نے کہا تانی زہرا میں کیسے پہچانتا۔ آپ کے سر کے بال سفید ہو گئے چہرے پر جھریاں پڑی ہوئی ہیں کمر جھکی ہوئی ہے اس کے بعد عبد اللہ کی خواہش پر زینب نے حسین کی شجاعت و شہادت کے واقعات بیان کرنا شروع کئے کہ اثنا میں زینب کے بازوؤں سے چادر ہٹ گئی عبد اللہ یہ دیکھ کر تڑپ گئے اور کہا یہ بازوؤں پر رسیوں کا نشان کیا ہے؟ زینب نے کہا ہائے میرے وارث اشقیائے شام و کوثر نے بھائی کو شہید کرنے کے بعد ان بازوؤں میں رسیاں باندھی تھیں اور کوثر و شام کے بازوؤں اور درباروں میں سر برہنہ پھرایا تھا یہ سننا تھا کہ عبد اللہ نے تلوار اٹھائی اور شام جانے کی تیاری کرنے لگے زینب دوڑی ہوئی سید سجاد کے پاس آئیں اور کہا بیٹا سجاد جلدی چل کر اپنے بھوپہا کہ خبر لو کہ وہ شام جانے کی تیاری کر رہے ہیں سید سجاد عبد اللہ کے پاس آئے اور کہا بھوپہا شام کس لئے جا رہے ہیں کہا بیٹا سجاد عبد اللہ کے چیتے جی علیؑ کی بیٹی کے بازوؤں میں رسن باندھی جائے اور میں گھر بیٹھا رہوں میں جعفرؑ جیسے بہادر کا بیٹا ہوں میں شام جاؤں گا اور یزید کا سر قلم کر دوں گا۔ سید سجاد نے عبد اللہ کا بازو پکڑا اور کہا بھوپہا جان مصلحت پروردگار یہی ہے کہ آپ

۱۰ ہو کے پا ماں گرم ریتی پر لاشِ قائم بکھر گئی اماں

۱۱ ظلم مہمہ مہمہ کے قید خانے میں بنتِ شبیر مر گئی اماں

۱۲ رد کے زینب و قار کھتی تھی
کس لئے میں نہ مر گئی اماں

ختم شد



نوم

۱ شام اپنی سحر گئی اماں اک قیامت گذر گئی اماں

۲ بولیں زینب لحد پہ زہرا کی ننگے سر در بدر گئی اماں

۳ کس زباں سے سنائے یہ دکھیا ظلم امت جو کر گئی اماں

۴ میرے بازو بندھے تھے می میں میری چادر اتر گئی اماں

۵ خون کی اک ردا تھی مقتل میں جس طرف بھی نظر گئی اماں

۶ رن میں گھوڑے سے جب گر پڑا نبضِ دریاں ٹھہر گئی اماں

۷ لوگ ہتے تھے حال پر میرے میں جدھر سے گذر گئی اماں

۸ میں توبہ چادری کے عالم میں حق کا اعلان کر گئی اماں

۹ فوجِ خونخوار لیکے نیزے پر میرے بھائی کا سر گئی اماں

حصہ دوم

۷۲

سوال

۷۲

جواب

۴

زیارت جناب زینب سلام اللہ علیہا

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بِنْتَ
 نَبِیِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بِنْتَ مُحَمَّدِنَ البَصِطِیِّ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا
 بِنْتَ وَلِیِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بِنْتَ عَلِیِّ بْنِ اَبِی تَالِبٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
 وَ الصَّهْدَیْقَیْنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بِنْتَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَیِّدَةِ النِّسَاءِ
 الْعَالَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اُخْتَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ سَیِّدَیْ شَبَابِ
 اَهْلِ الْجَنَّةِ اَجْمَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیَّتُهَا السَّیِّدَةُ الرِّكْبَةُ السَّلَامُ
 عَلَیْكَ اَیَّتُهَا السَّادِعَةُ الْخَفِیَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیَّتُهَا
 التَّقِیَّةُ النَّقِیَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیَّتُهَا الرَّاغِبَةُ
 الْمَرْضِیَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیَّتُهَا الْعَالِمَةُ الْغَیْرِ الْمَعْلَمَةِ
 اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیَّتُهَا الْفَهْمِیَّةُ الْغَیْرِ الْمَفْهُمَةِ اَلسَّلَامُ
 عَلَیْكَ اَیَّتُهَا الْمَظْلُومَةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیَّتُهَا الْمَهْمُومَةُ
 اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیَّتُهَا الْمَغْمُومَةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیَّتُهَا
 الصِّدِّیْقَةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیَّتُهَا الْمَكْرُوبَةُ اَلسَّلَامُ
 عَلَیْكَ اَیَّتُهَا الْمَأْسُورَةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیَّتُهَا
 الصَّاحِبَةُ الْمُصِیْبَةِ الْعُظْمَى اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا زَیْنَبُ
 الْكُبْرَى وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ

سوال

جواب

سوال

جواب

ردزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا انجکشن کھانے پینے میں نہیں ہے مگر یہ کہ انجکشن کے ذریعہ غذا براہ راست معدہ میں پہنچائی جائے تو یہ بات روزہ ٹکن ثابت ہوگی۔

شہادت کے لئے دارڑھی شرط ہے کیا شہادت نامہ پر دارڑھی منڈانے والا گواہ ہو سکتا ہے؟

دو ذوں شہادلوں میں فرق واضح ہے۔ درنہ دارڑھی منڈانے والے کا اٹھوان لا الہ الا اللہ بھی غیر معتبر ہو جاتا

اپنے ملک ہندوستان کے بینک میں سات سالہ روپیہ ڈال کر دو گنا ہوتا ہے اس کا فائدہ جائز ہوگا یا نہیں

کانر بینک کا سود بالکل جائز ہے

جو انسان نماز کا منکر ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

کافر اور تجس ہے

آیا دلہن انزنا اعمال صالحہ بجالانے کے بعد جنت میں جاسکتا ہے یا نہیں اگر نہیں جاسکتا تو کیوں؟ جبکہ اس معاملے میں خطا اس کی نہیں ہے۔

بعض علماء کے نزدیک دلہن انزنا سے مراد دشمنی اہلیت ہے اور اس کا جہنم میں جانا یقینی ہے اس کے علاوہ بھی خطا کار ہونے یا نہ ہونے سے جنت میں جانے یا نہ جانے کا مسئلہ مکمل طور پر مربوط نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس کی خطا نہ بھی ہو اور

امام جماعت کے ذمہ اگر قضا نماز میں نہیں ہیں تو کیا شب قدر میں قضا عمری نماز مومنین کو بجماعت پڑھا سکتا ہے اگر پڑھا سکتا ہے تو پیش نماز کی نیت کیا ہوگی؟

دوسرے کی طرف سے اجارہ کے طور پر بلا اجرت قضا نماز ادا کر سکتا ہے۔

جن لوگوں نے بیعت کو غسل دیا ہے وہ اپنے من میت کے غسل دینے سے پہلے تیمم کر کے بیعت کو کفن پہنا سکتے ہیں؟

تیمم کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ کفن پہنانے میں غسل کی شرط ہے بہتر ہے کہ ہاتھوں کو گھسیٹ کر یا زانوں تک دھوئے۔

اگر کوئی شخص منقہ روزہ کی حالت میں ظہر کے بعد کھانے پینے کے ذریعہ یا اپنی عورت سے جماع کے ذریعہ روزہ

تو اڑوٹا لے تو اس کا حکم کیا ہے؟

منقہ روزہ کا توڑنا جائز ہے بعد اعل میں کوئی حرج نہیں

صرف روزہ ہلانی توڑنے کے گناہ

اگر کوئی شخص جماعت کی جماعت پر تمام نماز میں خاموشی سے پڑھے

تو اس کا کیا جرم ہوگا؟

جماعت کی بنا پر یا بھول کر ایسا کر دیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن علم کے بعد قصداً مخالفت کی ہے تو نماز

سوال روزہ کی حالت میں اگر کوئی نماز انجکشن لگا دیا جائے تو

روزہ کا کیا حال ہوگا؟

- سوال ۱۴ نماز نافلہ میں جہری اور اخفاتی کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ نہیں؟
- جواب ۱۴ بہتر ہے کہ دن کے نوافل آہستہ اور رات کے بلند آواز سے پڑھے
- سوال ۱۵ مسجد میں بے نمازی کا نہانا یا پیشاب یا کوئی کام کرنا کیسا ہے؟
- جواب ۱۵ مسجد کی چیزیں صرف نمازیوں کے لئے ہوتی ہیں لہذا بے نمازی کا استعمال کرنا حرام ہے۔
- سوال ۱۸ بے نمازی کو سلام کرنا کیسا ہے؟
- جواب ۱۸ حرام نہیں ہے البتہ اس کے بے نمازی ہونے سے بیزارى کا اظہار ضروری ہے۔
- سوال ۱۹ نہریادریا میں نہائیں اندر وہ کپڑا جس کو پہن کر نہا رہے ہیں بخش ہو جائے تو ان کو اتار کر پھوٹنا پڑے گا بغیر پھوٹے پاک نہ ہوں گے کیا صحیح ہے؟
- جواب ۱۹ آب رواں سے طہارت کرنے میں پھوٹنا ضروری نہیں ہے دبطا ہر کھلی جگہ ہینڈ پائپ وغیرہ سے نہانے میں طہارت ناممکن ہو سکتی ہے کہ پھوٹنا ناممکن ہے۔ (مصنف)
- سوال ۲۰ اگر کوئی شخص جماعت سے صرف دو تین قدم کے فاصلے پر کھڑا ہو کر فرادی نماز پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے اس کی نماز درست ہے یا نہیں؟
- جواب ۲۰ نماز درست ہے لیکن امام جماعت کی توہین ہوتی ہو تو ایسے عمل سے پرہیز کرنا چاہئے۔
- سوال ۲۱ عورت کے نماز پڑھنے کے درمیان اگر کوئی نا محرم دبا سے گزر جائے اور اس کی نگاہ عورت پر بھی پڑی

- جنت کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر رکھا جائے کہ جنت طہارت کا مرکز ہے۔
- دلدل الزنا اگر محبت اہلبیت اور مومن ہے تو انشاء اللہ اس کی جگہ اعراف بھی ہو سکتی ہے (مصنف)
- سوال ۱۲ خرگوش حلال گوشت ہے یا حرام؟
- جواب ۱۲ حلال نہیں ہے۔
- سوال ۱۳ ایک شخص انتقال کر گیا اس کے اوپر قضا نمازیں ہیں اور یہ معلوم ہے کہ باپ کی قضا نمازیں بڑے بیٹے پر واجب ہے بڑا بیٹا کسی مجبوری کے تحت نہیں بجالا سکتا کیا چھوٹا فرزند بجالا سکتا ہے یا نہیں؟
- جواب ۱۳ چھوٹے فرزند پر واجب نہیں ہے ادا کر دے تو بہترین کار خیر اور عظیم ترین سعادتمندی ہے۔
- سوال ۱۴ آیا مسافر اول وقت میں نماز قصر پڑھ سکتا ہے جبکہ اسے یقین ہو کہ وہ آخر وقت تک اپنے وطن پہنچ جائیگا
- جواب ۱۴ کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اول وقت قصر بہتر ہے تمام پڑھ لے
- سوال ۱۵ سنا ہے کہ پان کے ساتھ الگ سے چونا کھانا حرام ہے کیا یہ صحیح ہے؟
- جواب ۱۵ اگر چوندہ مٹی ہے تو مٹی کھانا حرام ہے دپان وغیرہ کے مساحہ میں چونا مخلوط ہو جانے پر مٹی کا کھانا نہیں کہہ سکتے

کچھ عرصہ بعد انتقال کر گیا آیا ایسے شخص کی قضا نمازیں اور روزے اس کے فرزند اکبر پر ادا کرنا ضروری ہیں یا نہیں؟ جنوں کی حالت میں ترک ہونے والی نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے۔

جواب ۲۵

کیا بالغ کی موجودگی میں مسجد میں نابالغ اذان کہہ سکتا ہے نابالغ اذان کہہ سکتا ہے لیکن جماعت کے لئے یہ اذان کافی نہ ہوگی۔

سوال ۲۶

جواب ۲۶

بچہ کا پیشاب پاک ہے یا نہیں اور بے لوث تکب تک؛ دودھ پیتے بچے کا پیشاب صرف پانی چھڑکنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

سوال ۲۷

جواب ۲۷

غسل جنابت بذات خود مستحب ہے لیکن نماز کے لئے واجب ہوتا ہے نام کا مسلمان جو نماز نہیں پڑھتا وہ کیا نیت کرے اگر مسلمان صرف غسل کی حد تک مسلمان ہے تو بہ نیت قربت غسل کرے گا

سوال ۲۸

جواب ۲۸

نماز کے بعد مصافحہ کرنے کا کیا مقصد ہے دیکھا گیا ہے کہ محرم کا چاند نظر آیا لوگ مصافحہ کرنا بند کر دیتے ہیں۔ عاشور محرم کو سلام علیہ کرنا کیا ہے کیا اس دن سلام کیا جاسکتا ہے؟

سوال ۲۹

جواب ۲۹

مصافحہ کی روایات میں یہ تخصیص نہیں ہے کہ کسی دن یا کسی مہینہ میں نہ کیا جائے اور نہ اس کا خوشی اور مسرت سے کوئی تعلق ہے البتہ کسی مقام پر اس سے مسرت کا اظہار ہوتا

ہے تو کیا ایسی حالت میں نیت توڑی جاسکتی ہے؟ نیت توڑنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ نامحرم سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

جواب ۲۱

کچھ عورتوں کا کہنا ہے کہ جب عورت حیض کی حالت میں ہو تو اس وقت نکاح جائز نہیں ہے۔ علماء دین اس میں کیا فرماتے ہیں؟

سوال ۲۲

کوئی حرج نہیں ہے صرف مباشرت حرام ہے۔ البتہ طلاق میں حیض و نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے، مصنف،

جواب ۲۲

کیا عورت سے غسل حیض سے قبل یا مرد غسل جنابت کے بغیر دوبارہ عورت سے مباشرت کر سکتا ہے؟

سوال ۲۳

خون کے رک جانے کے بعد مباشرت جائز ہے یہی حال جنابت جنابت کا ہے کہ اس میں بھی دوبارہ مباشرت جائز ہے۔

جواب ۲۳

جدہ قرآنی میں کیا پڑھنا بہتر و افضل ہے؟

سوال ۲۴

نماز کے بعد کا ذکر بھی مستحب ہے۔ افضل۔ سجدات لك يا رب تعبدًا و رِقًا سُبْحَانَكَ يَا رَبُّ الْعَالَمِينَ وَلَا مُسْتَكْفًا وَلَا مُسْتَغْفًا بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِيلٌ خَالِفٌ مُتَجَوِّعٌ

جواب ۲۴

بے۔

ایک مرد مومن یا بند صوم و صلوٰۃ تھا وہ بیمار ہو گیا اور بیماری میں فاطر العقل ہو گیا اور اسی حالت میں

سوال ۲۵

کے حضور حاضر ہونا ہے اس لئے اسے پاک و پاکیزہ بنا کر دنیا سے بھیجا گیا ہے۔

غسل مس میت کا حکم کیوں ہے؟

موت کے بعض اثرات زندوں تک منتقل ہو جاتے ہیں

ان سے تحفظ کا بہترین راستہ غسل مس میت ہے۔

انسان کے علاوہ دوسرے مردوں کو مس کرنے میں غسل کیوں نہیں ہے؟

ان کے جسم پر وہ بال و پروا وغیرہ رہتے ہیں جن کے مس کرنے میں کوئی خرابی نہیں ہے انسان کا جسم سادہ

ہوتا ہے لہذا اثرات کے منتقل ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

تہیز میت بغیر وضو کے کس طرح ہو جاتی ہے؟

یہ نماز صرف دعا ہے جس میں رکوع و سجود نہیں اور دعا ہر حال میں ہو سکتی ہے۔

جب اپنا لٹ کا یا لٹ کی حد بلوغ تک پہنچ جائے اور روزہ

نماز اس پر واجب ہو جائے تو کیا کسی مصلحت کے تحت اس کے واجب ارکان میں باپ دخل اندازی کر سکتا ہے؟

آیا روزہ جو بہت سخت ہے اس سے باز رکھ سکتا ہے؟

وضاحت کریں۔

احکام شریعت میں کسی کو مداخلت کرنے کا حق نہیں

ہے۔

سورہ لوبہ میں بسم اللہ پڑھنا حرام ہے لیکن اسمیں

سوال ۲۸ جواب ۲۸

سوال ۲۹ جواب ۲۹

سوال ۳۰ جواب ۳۰

ہو تو اجتناب ضروری ہے۔ یہی حال سلام کرنے کا ہے کہ اس میں

حرمت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

حالت جنابت میں جو کپڑے پسینہ سے تر ہوں کیا وہ بھی بخش

ہوں گے اور ان کپڑوں میں نماز نہیں پڑھ سکتا؟

اگر جنابت حرام ہے تو ان کپڑوں میں نماز نہیں ہو سکتی

ہے ورنہ کپڑا پاک ہے اور نماز بھی ہو سکتی ہے۔

جس شادی میں ناچ گانا ہو کیا اس کا کھانا حرام ہے؟

نہی عن المنکر کے عنوان سے بائیکاٹ کرنا چاہئے۔

دفن کے بعد کیا رد بقیہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے

ضروری نہیں ہے۔ بہتر ہے۔

کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ جو شخص سلام کا امیدوار ہو اس سے

اس وقت تک کلام نہ کر دجب تک خود سلام نہ کرے؟

اخلاقی اعتبار سے مغزور افراد کے ساتھ اس طرح کے

جوابی برتاؤ کی تعلیم موجود ہے۔

نماز میت کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

تاکہ لوگ اس کی سفارش کر سکیں اور اس کے حق میں دعا

کر سکیں وہ آج سے زیادہ کسی وقت بھی دعا اور شفاعت

کا محتاج نہیں تھا۔ اب بالکل بے بس ہو گیا ہے۔

غسل میت کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

مرنے وقت اس پر طرح طرح کی کیفیتیں طاری ہوتی ہیں

مرنے کے بعد ملائکہ سے ملاقات کرتا ہے۔ اور رب العالمین

سوال ۲۰

جواب ۲۰

سوال ۲۱

جواب ۲۱

سوال ۲۲

جواب ۲۲

سوال ۲۳

جواب ۲۳

سوال ۲۴

جواب ۲۴

سوال ۲۵

جواب ۲۵

کفار پر غضب کا ہی ذکر نہیں ہے مدح رسول و امیر المؤمنین
اور مدح مومنین میں بھی آیتیں ہیں تو کیا ان آیتوں پر
بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں؟

۴۰ جواب

بسم اللہ جزو سورہ نہیں ہے اس کی تلاوت حرام نہیں ہے
لہذا آیت مدح کے ساتھ بطور آغاز تلاوت بسم اللہ کہنے
میں کوئی حرمت نہیں ہے۔

۴۱ سوال

حالت جنابت میں مسجد میں جانا حرام ہے۔ مسجد میں حمام ہے
وہاں غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟

۴۱ جواب

مسجد میں داخلہ حرام ہے۔ لیکن حمام حد و مسجد سے بہر حال
باہر ہوتا ہے۔ مسجد حمام نہیں بن سکتی بطور راستہ کے گزرتے
میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۴۲ سوال

کیا وہ شخص رمولوی عالم حلال آمانت ہے جس نے خبیث ہونے
کے بعد ایک دفعہ بھی گناہ کبیرہ کیا ہو جبکہ باقی شرائط موجود ہیں
تقریر کرنے کے بعد عدالت واپس آجاتی ہے۔ اور امانت
کر سکتا ہے۔

۴۲ سوال

لاٹری کے ٹکٹ کا خریدنا یا بیچنا حرام ہے یا حلال؟

۴۳ جواب

لاٹری کے ٹکٹ کا کاروبار جائز نہیں ہے ایک طرح کا جوا ہے
درمید تفصیلات تو صحیح المسائل میں دیکھیے، مصنف،

۴۴ سوال

کیا بے نمازی اور بے صوم شخص ہے اگر شخص میں تو غیر مسلموں کی
طرح ان پر بھی گیلہ ہاتھ چھو جانے سے ہاتھ نجس ہوتا ہے؟
بے نمازی گنہگار ضرور ہے لیکن نجس نہیں ہے اسے کافر باعتبار

۴۴

شدت گناہ کہا گیا ہے نہ باعتبار نجاست۔

۴۵ سوال

آج کل زیادہ تر چیزیں اقسام سبزی، مکھن وغیرہ کاغذ کی
پرچی میں لپٹے ہوئے ہیں اور سیل بھی نہیں ہوتے اور اکثر چیزوں
پر مکینے کا پتہ بھی صاف ہوتا ہے جو غیر مسلم ہے صریحاً بیان فرما
دیں جائز نہ جائز اشکال مباح کراہت؟

۴۵ جواب

سیل کی شرط نہیں ہے۔ اگر کافر کے چھونے کا علم نہیں ہے تو پاک
ہے۔

۴۶ سوال

بچہ یا بچی کو کتنی مدت تک ماں کا دودھ دینا چاہئے؟

۴۶ جواب

صرف دودھ برس تک۔

۴۷ سوال

بچوں کی جسمانی اور ذہنی نشوونما کے لئے مقابلہ رکھنا اور ان
میں انعامات دینا شرعی طور پر کیا حیثیت رکھتا ہے؟

۴۷ جواب

کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۸ سوال

کیا بوہریہ جو صرف چھ اماموں کو مانتے ہیں، ان کے ساتھ تجارت
یا ان کے ہاتھ کا کھانا یا ان کے ساتھ لکھنا بیٹھنا جائز ہے؟
ان سے ہاتھ ملانے کے بعد ہاتھ کو دھونا ضروری ہے کیا؟

۴۸ جواب

عام طور سے ایسے افراد کا نجس ہونا ثابت نہیں ہے۔ لیکن اگر
کسی بھی امام کو برا بھلا کہتے ہیں تو نجس ہیں۔

۴۹ سوال

غیر مسلم سلام کرے تو جواب میں کیا کہا جائے؟

۴۹ جواب

اگر تفسیق کی صورت نہیں ہے تو جواب کی کوئی ضرورت نہیں در نہ
صرف سلام یا صرف علیہ السلام پر اکتفا کرے

۵۰ سوال

کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ ۷۸ لکھنا درست ہے؟

رشتہ رہ گیا یا نہیں۔

۵۵ جواب عقد ثانی غلط ہے۔ عورت اپنے پہلے شوہر کی زوجہ ہے جب تک

باقاعدہ صیغہ طلاق جاری نہ کیا جائے۔

۵۴ سوال اگر غسل کا وقت نہ ہو تو حالت نجاست میں نماز پڑھی جاسکتی

ہے یا نہیں۔

۵۴ جواب تیمم بہر حال ضروری ہے۔

۵۴ سوال نماز کا وقت آکر چلا بھی جائے اور جلوس نماز کو وقتی طور

سے چند لمحات کے لئے بھی نہ روکنا شرعاً کیا حیثیت رکھتا ہے؟

۵۴ جواب جلوس روکنے کی ضرورت نہیں ہے متفرق طور پر نماز ادا کی

جاسکتی ہے لیکن نماز کا ادا کرنا بہر حال فرض ہے

۵۴ سوال جو سال میں ایک وقت کی نماز پڑھتا ہو اس کو کھانا کھلانا بھی

عشر نبیوں کے قتل کرنے کے برابر ہے؟

۵۸ جواب ایک دو نمازیں پڑھ لینے سے انسان تارک الصلوٰۃ کے عنوان

سے نہیں نکال سکتا ہے

۵۹ سوال ریڈیو، ٹیلی ویژن، دی، سی، آر وغیرہ کی مرمت کو

ذریعہ معاش بنانا جائز ہے یا نہیں؟

۵۹ جواب اگر ریڈیو، ٹیلی ویژن، دی، سی، آر کا جائز مصرف ہے تو

اس کی مرمت میں کوئی اشکال نہیں ہے البتہ حرام پروگرام

لٹ کرے کے لئے بھی جائز نہیں ہے

۶۰ سوال عصبی لباس کسے کہتے ہیں؟

۶۰ جواب وہ لباس کہ جس میں کسی کا حق شامل ہو اور وہ ادا نہ کیا

۵۰ جواب کوئی حرج نہیں ہے لیکن بسم اللہ کی برکت اعداد سے حاصل

نہیں ہو سکتی ہے۔

۵۱ سوال روزے کی حالت میں سر میں تیل وغیرہ لگانے کا کیا حکم ہے؟

کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۲ سوال جماعت سے انصال قائم رہنے کا کیا مطلب ہے کیا دیوار

وغیرہ کے حائل ہونے سے انصال پر کوئی فرق نہیں آتا۔

۵۲ جواب اگر داہنے بائیں سے انصال قائم ہے تو کوئی حرج نہیں ہے

۵۲ سوال لودھو، تاش، کیرم بورڈ، شطرنج، کرکٹ، بالی، فٹ بال

والی بال، ان میں سے کون کون سے کھیل جائز ہیں؟

۵۲ جواب جن کھیلوں میں پیسے کی شرط نہیں ہے وہ جائز ہے۔ شطرنج

بہر حال حرام ہے۔

۵۴ سوال اگر کسی مقام پر کاروباری مومنین کی بستی ہے اور عام طور پر

ان کا کاروبار نماز کے وقت چلتا ہے تو ایسے مقام پر

پیش نماز کے لئے نماز طول دینا شرعاً زیب دیتا ہے یا نہیں

۵۴ جواب مناسب یہی ہے کہ نمازیں اختصار سے کام لے اور صرف

واجبات پر اکتفا کرے تاکہ مومنین زیادہ سے زیادہ تعداد

میں شریک ہو سکیں اور ثواب جماعت سے محروم نہ ہوں

۵۵ سوال ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تحریری طلاق دیدیا طلاق نامہ عورت

کے پاس ہے لیکن کسی نے صیغہ طلاق جاری نہیں کیا تو ماہ

گذر گئے عورت نے ایک دوسرے شخص سے شادی کر لی۔

کیا جائز ہو سکتا ہے؟ یہ بھی فرمائیں کہ پہلے مرد سے اب کوئی

اور استبراء کا مطلب یہ ہے کہ بینائیس دن عورت مرد سے دور رہے تاکہ معلوم ہو کہ کوئی حمل حرام سے ہوا یا نہیں۔ استبراء کے بعد رحم حرام لطفہ سے پاک ہو جائیگا پھر عقد اور جماع ہو سکتا ہے اس صورت میں شک کا سوال ہی نہ رہے گا اگر ناجائز تعلقات سے حمل ہوا تو بچہ حرام زادہ ہوگا چاہے حمل کے بعد عقد کیوں نہ ہوا ہو۔

۴۲ سوال دارطھی رکھ کر منڈ دا دینا از روئے شریعت کیا ہے؟
۴۲ جواب دارطھی منڈ وانا بر بنائے احتیاط و جوبی حرام ہے مگر سخت مجبوری کی حالت میں جیسے جان و مال اور آبرو کا شدید خطر ہو تو منڈ دا سکتے ہیں

۴۵ سوال ایک شخص اتنا مستطیع ہے کہ ایک ہی سال میں سارا کنبہ ج کر سکتا ہے۔ مگر نہیں کرتا۔ ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ اگر گنہ گار ہوا تو آخرت میں اس کی کیا سزا ہے؟

۴۵ جواب مسلمان جو حج کے لئے جاسکتا ہے اور نہیں گیا اور تاخیر کرتے کرتے مر گیا۔ تو روایت کے مطابق یہودی یا نصرانی کی موت مرے گا۔

۴۶ سوال آج کل ٹی۔ وی فلم گھروں میں شوق سے دیکھی جاتی ہے یہ حرکت عوام اور صاحب محراب و منبر کے گھروں میں کیا طور پر ہو رہی ہے تو عوام اور صاحب محراب و منبر کا مواخذہ کیساں رہے گا یا دونوں میں کوئی فرق رہیگا

گیا ہو اور اسی رفتہ سے وہ کپڑا خرید جائے تو غصی ہے
۴۱ سوال بغیر شخص نکالے ہوئے روپے سے کپڑا خرید کر نماز کا لباس بنانا کیا ہے؟

۴۱ جواب خود وہ روپے جس کا خمس نہ نکالا گیا ہے یا اس کی زکوٰۃ نہیں دی گئی ہے۔ اس سے لباس خریدے تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو غصی لباس کا ہوتا ہے (یعنی نماز باطل ہے)،
۴۲ سوال عالم مسافرت میں اگر بھوک پیاس لگے اور پاک آب و غذا دستیاب نہ ہو سکے تو کیا بچس کھانا اور غذا استعمال کر سکتے ہیں؟

۴۲ جواب بچس کھانا پینا حرام ہے اس صورت میں پاک بسکٹ فوڈ وغیرہ سے کام چلائیں اگر نہ کھائے پینے سے جان کا خطرہ ہو تو بالکل اضطراری صورت میں مختصر کھالیں جس سے جان بچ جائے۔

۴۲ سوال ناجائز تعلقات کے چند دنوں بعد عقد پڑھ دیا جائے بعد میں یہ شک ہو کہ جو لطفہ ٹھہرا ہے وہ عقد کے پہلے کا ہے تو ایسی صورت میں بچے کو حلال زادہ یا حرام زادہ کیا سمجھا جائے اس طرح ناجائز تعلقات سے کسی عورت کو حمل ٹھہر جائے اور چند ماہ بعد وہ عورت اسی مرد سے عقد کرے تو کیا عقد صحیح ہوگا اور جو بچہ پیدا ہوگا وہ حلال زادہ ہوگا یا حرام زادہ ہوگا؟

۴۳ جواب ناجائز تعلقات کے بعد عقد سے پہلے استبراء ہونا چاہئے

۱۰. آواز اور طرز جو لہو و لعب کی محافل کے ساتھ مخصوص ہے وہ غنا ہے اور حرام ہے اگر یہ لوزہ یا مجلس امام حسین علیہ السلام یا قرآن کو اسی طرز کے ساتھ جو غنا ہے پڑھے تو بھی حرام ہے۔ البتہ صرف اچھی آواز اور خوش الحانی سے کہ جس سے غنا دگانا نہ بنے۔ جائز ہے۔

۱۱. شرع میں وطن کی تعریف کیا ہے۔
جب کسی انسان کی کسی جگہ پر کوئی ملک و جائیداد ہو اور چھ ماہ اس ملک و جائیداد میں رہ بھی چکا ہو تو وہ جگہ اس کا وطن ہوگا۔

ختم شد

۱۲. جواب

۱۳. سوال

۴۴. جواب فلم جمیں نامحرم عورت یا لہو و لعب کی میوزک، خراب اخلاق حرکتیں دیکھنا حرام ہے؛ البتہ ہر انسان کی ذمہ داری کے حساب سے گناہ کی خدمت ہوگی۔
۴۵. سوال کیا اوقات کی آمدنی بچا کر بلا مقصد بینکوں میں جمع کرنا درست ہے؟

۴۶. جواب اوقات کی آمدنی وقف نامہ اور منٹائے واقف کے مطابق ہی استعمال کرنا چاہئے اس کے خلاف اوقات کی آمدنی کا استعمال حرام ہے۔

۴۸. سوال ماہ مجرم میں چھپاتی سے اور سر سے خون نکالتے ہیں تو خون نجس ہے اور اس کا نکالنا کیسا ہے؟

۴۸. جواب اہلبیت کی محبت میں جس طرح کا بھی ماتم ہوتا ہے ثواب اور بڑا ثواب ہے چاہے سمجھ میں آئے یا نہیں

۴۹. سوال کیا منگنی کے بعد لڑکے لڑکی ساتھ گھوم سکتے ہیں؟

۶۰. جواب یہ فعل حرام ہے جب تک نکاح نہیں ہوتا ہے وہ ایک دوسرے کے لئے نامحرم ہیں۔

۷۰. سوال امام رضا من کی رقم محتاج کو دینا یا اس سے کوئی چیز خرید کر نذر دلانا بہتر ہے؟

۷۰. جواب امام رضا من کی رقم کسی بھی دینی کام میں صرف کرنا بہتر ہے۔

۷۱. سوال کیا لوزہ، سلام، نقبہ وغیرہ گانا کی طرز اور دھن پر

فرمودات صادقین

حضرت محمد مصطفیٰ نے فرمایا

۱۔ دو تلمذ وہ شخص ہیں کہ جس کے پاس بہت زیادہ مال و دولت ہو بلکہ دو تلمذ وہ ہے کہ جو لالچ میں مبتلا نہ ہو۔

۲۔ لوگوں سے اس طرح ملو کہ جب تک زندہ رہو لوگ تمہارے پاس آنا پسند کریں اور جب تم مر جاؤ تو تم کو یاد کر کے آنسو بہائیں۔
۳۔ بہترین بیوی لوگوں میں انار قائم کرنا ہے۔

۴۔ انوس بے اس انسان پر کہ جس کی مدح و ثنا صرف اس کے شرع محفوظ رہنے کے لئے کی جاتی ہے۔

۵۔ خدا کی لعنت ہے ایسے ماں باپ پر کہ جو اپنی اولاد کی صحیح تربیت نہ کرنے اپنے عاقبت پر غور نہ کرنا سبب بنتے ہیں۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا

۱۔ زوجہ جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے تو گویا اس نے خدا کا

چوتھی خبری

جلال پور میں ہر طرح کی دینی و مذہبی کتابوں کے علاوہ ۲۲ قسم کے تعویذات اتنا ۸ ہندی کوڑی ہائی اسے سکول و انیسٹر، وئی۔ اے و ایم اے کی ۱۰ اوروں کتابیں بھی کفایتی دام پر ملتی ہیں۔

پتہ یاد رکھیں

جعفری کتب خانہ صدر گیٹ روضہ شہزادہ حضرت قائم جلال پور، ضلع فیض آباد

یو پی۔ ۲۲۴۱۴۹۔ پن کوڈ

حضرت امام حسنؑ نے فرمایا

- ۱ جو شخص حرام طریقے سے دولت جمع کرتا ہے خدا اسے بہت جلد فقیر اور بے کسی میں مبتلا کرتا ہے۔
- ۲ جس نے ناجائز اور غلط طریقے سے مال جمع کیا وہ مال غلط جگہوں پر اور اچانک حادثات میں صرف ہوتا ہے
- ۳ دھنس نہ نکالنا بھی غلط طریقے سے مال جمع کرنے کے حکم میں ہے (مصنف)
- ۴ گناہ گاروں کو ناامید اور مایوس مت کر داس لئے بہت سے گناہ گار ایسے گزرے ہیں کہ جن کا انجام اور عاقبت بخیر ہوئی ہے۔
- ۵ حاسد کو لذت، کجوس کو آرام، اور بدکار کو عزت تمام لوگوں سے کم ملتی ہے۔

۵ جب تم بڑے کاموں سے پریشان رہو اور نیک کاموں سے خوش حال رہو تو سمجھ لو کہ تم مومن ہو۔

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا۔

- ۱ کسی نمارت میں خرام چیزوں کا استعمال نہ کر دو کہ دہرانی اور ہربادی کا سبب ہے۔
- ۲ بہت سی ایسی جلد ختم ہو جانے والی لذتیں ہیں کہ جبکہ نتیجے میں ہمیشہ کا رنج و افسوس مقدر بن جاتا ہے۔
- ۳ جب تم خود ہی گنہگاروں اور برائیوں سے آلودہ ہو تو نہی عن المنکر تمہاری ذمہ داری نہیں ہے۔

حق بھی ادا نہیں کیا

- ۲ وہ لوگ کہ جو خود غرض اور گرفتار ہوس ہیں وہ معاشرہ کے لئے ذلت و رسوائی کا سبب ہیں
- ۳ وہ عورت جو اپنے شوہر کو اذیت دے تو خدا اس عورت کے نیک کاموں کو قبول نہ کرے گا۔
- ۴ جو عورت پابند نماز ہو اور جب گھر سے نکلے تو شوہر سے اجازت لے لے اور شوہر کا کہنا مانے تو خدا اس عورت کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔
- ۵ والدین کی خدمت و اطاعت عذاب سے محفوظ رکھتی ہے

حضرت علیؑ نے فرمایا

- ۱ جو اپنے مومن بھائی کی حاجت پوری کرے گا خدا اس کی بہت سی حاجتوں کو پورا کرے گا
- ۲ تین چیزوں میں کوئی شرمندگی نہیں ۱۔ مہمان کی خدمت کرنا ۲۔ استاذ اور باپ سے کہنے کی جگہ سے اٹھنا ۳۔ اپنے حق کو مانگنا۔
- ۳ جو شخص تمہاری خامیوں اور غلطیوں پر تم کو ملامت کرے دیکھو تمہارا دوست ہے اور جو غلطیوں کو چھپائے وہ تمہارا دشمن ہے۔
- ۴ اگر کہ نصیحت اور برائی میں گھرا دیکھ کر خوش نہ ہو کہ خدا جانے آئندہ تمہارا کیا حشر ہو۔
- ۵ بدوں کی تعریف کرنا بہت بڑا گناہ ہے

- ۲ اپنے دوست کے دشمنوں سے دوستی نہ کرو ورنہ اپنے دوست کو گنوا دو گے۔
- ۴ صلہ رحمی دینی اپنے قرابتداروں اور رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ گھروں کی آبادی اور عمر کی زیادتی کا سبب ہے۔
- ۵ جب کوئی مرتا ہے تو لگ پوچھتے ہیں کیا جھوٹا لیکن فرشتے پوچھتے ہیں کیا بھجا ہے!

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا

- ۱ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ایسے کام مت کرو جو خدا کو ناپسند ہوں
- ۲ اگر تم آج اپنے کسی بھائی کی مدد کر دے گے تو کل ہزاروں لوگ تمہاری مدد کریں گے۔
- ۳ اپنے والدین سے نیکی کرو تاکہ تمہاری اولاد تم سے نیکی کرے
- ۴ نیکی کا حکم والدین کے مرنے کے بعد بھی متعلق ہے (مصنف)
- ۴ جس نے لالچ کو اپنا پیشہ اور معمول بنالیا اس نے خود ہی اپنے کو ذلیل کر لیا۔
- ۵ جس طرح زیادہ پانی سے سبزہ پژمردہ ہو جاتا ہے اسی طرح زیادہ کھانے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا

- ۱ جو شخص بد اخلاق اور غفہ در ہے اگر یا اس نے اپنے آپ کو مستقل اک عذاب

- ۴ لوگوں کا اپنی جائز ضروریات کے لئے تمہارے پاس آنا اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اس لئے انھیں ٹھکراؤ نہیں۔
- ۵ اپنی ضروریات صرف تین طرح کے لوگوں سے بیان کرو۔ ۱۔ دیندار ۲۔ رحم دل ۳۔ شریف۔

حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا

- ۱ سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کی باتیں تمہارے علم کو زیادہ کرے
- ۲ درخت کو نیک کاموں کی طرف دعوت دے
- ۳ قرض سے بچو اس لئے کہ قرض رات میں افسوس کا سبب بنتا ہے اور دن میں رسوائی کا سبب بنتا ہے۔
- ۴ تم چاہے جتنا دولت والے ہو جاؤ اور طاقت کے مالک بن جاؤ مگر اپنے خاندان اور قوم کے محتاج رہو گے۔
- ۴ آخری زمانے میں جو چیز سب سے کم ملے گی وہ سچا دوست اور حلال آمدنی ہے۔
- ۵ دغس نہ کالنے سے بھی حلال آمدنی حرام آمدنی بن جاتی ہے (مصنف)
- ۵ کیا کہنا اس شخص کا جو حاضر لذتوں کو غائب نعمتوں کی خاطر چھوڑ دے۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا

- ۱ قرض کم کرو تاکہ آزاد رہو اور گناہ کم کرو تاکہ موت میں آسانی ہو
- ۲ سب سے برادر وہ شخص ہے جو اپنے کو خود اچھا سمجھے اور کہے۔

- ۱ اس لئے کہ ہر انسان کی قیمت و عظمت اس کی معلومات پر ہے۔
- ۲ اللہ کی راہ میں کام کرنے وقت لوگوں کے لعن و طعن کی پروا نہ کرے
- ۳ سب سے بڑا ظلم وہ ہے کہ جو انسان اپنے اعزاء اور افریاد پر کرے
- ۴ جب سنتی کام واجب کام میں رکاوٹ کا سبب بن جائیں تو سنت کو چھوڑ دو۔

حضرت امام علی نقیؑ نے فرمایا

- ۱ نیک کام حادثاتی موت سے بچاتے ہیں
- ۲ جو شخص صرف اپنی عقل پر بھروسہ کرے اور مشورہ نہ کرے اس سے غلطی ہو سکتی ہے۔
- ۳ جو شخص زمانے سے تجربہ حاصل کرتا ہے وہ دنیا والوں کے دھوکے میں نہیں آتا۔
- ۴ اولاد جب اپنے ماں باپ کو محبت کی نظروں سے دیکھے تو عبادت ہے
- ۵ جکی نگاہیں دوسرے کی دولت کی طرف ہوتی ہے اسے غم اور افسوس زیادہ کرنا پڑتا ہے۔

حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا

- ۱ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مومن بھائی سے ۳ دن سے زیادہ غصہ کی دہرے میں ملاپ نہ رکھے۔

- ۱ میں مبتلا کر رکھا ہے۔
- ۲ جو شخص موقع بے موقع اپنی پریشانیاں لوگوں سے بیان کرتا ہے وہ خود اپنے کو ذلیل کرتا ہے۔
- ۳ خدا کا ہل اور سمت انسان کو پسند نہیں کرتا۔
- ۴ سات سال کی عمر کے بچوں کو نماز کے لئے تیار کر دو اور ساتویں سال ان کے بستر الگ کر دو۔
- ۵ جب تم کسی کے عیب کو بیان کرنا چاہو تو پہلے اپنے عیب سوچ لیا کرو

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا

- ۱ کسی بھی کام کے لئے نماز کا ادل وقت نہ چھوڑ دو
- ۲ خاندان والوں سے ہمیشہ تعلقات باقی رکھو چاہے صرف سلام ہی ہو
- ۳ ماں باپ کو ناراض کرنے سے عمر کم ہو جاتی ہے۔
- ۴ مجھے وہ دسترخوان پسند نہیں جس پر سبزی نہ ہو۔
- ۵ عالم مرنے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے اور جاہل زندگی ہی میں مردہ رہتا ہے

حضرت امام محمد تقیؑ نے فرمایا

- ۱ آپس میں اتحاد قائم کرنے کے لئے جھوٹ بھی بولا جاسکتا ہے۔
- ۲ اگر کسی کو کوئی چیز نہیں معلوم ہے تو معلوم کرنے میں مشرم محسوس نہ کرے

- ۲ اپنی دولت سے اپنی عزت و آبرو بچاؤ
- ۳ پڑوسیوں سے اچھے برتاؤ رکھو
- ۴ اسی کا خیال رکھو کہ تمہارے ساتھ بیٹھے والے نیک لوگ ہوں اور تمہارے دست پر ہیز گار ہوں۔
- ۵ جو حق کو چھوڑ دیتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے۔

حضرت امام زمانہ نے فرمایا۔

- ۱ جو لوگ ہمارا مال (خمس) خلط فلفط کیے ہوئے ہیں اور کھاتے ہیں گویا آگ سے اپنے پیٹ کو بھرتے ہیں۔
 - ۲ ہم تمہاری خبر گیری سے غافل نہیں ہیں اور نہ تمہاری یاد کو اپنے دل سے نکال سکتے ہیں۔
 - ۳ نماز شیطان کو رسوا کرتی ہے نماز پڑھ کر شیطان کو رسوا کر دو
 - ۴ ملعون ہے وہ شخص جو نماز مغرب میں اتنی تاخیر کرے کہ ستارے خوب نکل آئیں۔
 - ۵ ہر وہ کام کرو جو تم کو ہم سے نزدیک کرے اور ہر اس عمل بد سے بچو کہ جو تمہارے لئے بار خاطر اور ناراضگی کا سبب ہو۔
- ختم شد

نوٹ۔ باغ فدک کا مسودہ غائب ہو گیا اس لئے شامل اشاعت نہ ہو سکا۔ (مصنف)